قال الله تعالیٰ وقرآنا فرقناه لتقرأه على الناس على مكث ونزلناه تنزيلا

چوں آیت موصوفہ دال ست بر نافعیت تعلیم تدریجی برائے عامۂ ناس

حاضر باشید یا بادی ✤ و نیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ کہ مشتمل ست بر

مقاصد و مبادی ✤ پس اتباعاً للنص المزبور ✤ صحیفۂ شہریہ کہ متدرج ست بتدریج شہور

مسمّٰی بہ

الہادی

نمبر ۱	بابت جمادی الاول سنہ ۱۳۴۴ھ	جلد ۲

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب و جادی و مذکر ست در ہر مجلس و نادی

و ممکن ست برائے ہر جائع و صادی ✤ بصورت ترجمہ رسالہ ترغیب و ترہیب و تسہیل المواعظ

و مصالح عقلیہ و کلید مثنوی و تشرف کہ اکثر آں مستفاد ست از درگاہ ارشادی

یعنی خانقاہ اشرفی امدادی ✤ بادارۂ محمد عثمان عامی ✤ در ہر ماہ اسلامی

در مطبع محبوب المطابع الکٹرک پریس دہلی مطبوع گردید

از کتب خانہ اشرفیہ در بازار چتلی قبر دہلی ... ...

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت جمادی الاول سنہ ۱۳۴۴ھ جو

بہ برکت دعا حکیم الامتہ محی السنتہ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی

کتبخانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے شائع ہوتا ہے

اصول و مقاصد رسالہ الہادی اور ضروری اطلاعیں

(۱) رسالہ ہذا کا مقصود اُمتہ محمدیہ کے عقائد و اخلاق و معاشرت کی اصلاح ہے۔

(۲) یہ رسالہ ہر قمری مہینے کی تیسری تاریخ کو بحمداللہ عین تاریخ پر ہی شائع ہوتا ہے۔

(۳) کسی ماہ کا رسالہ علاوہ ٹائٹیل کے ڈھائی جزسے کم نہ ہوگا۔ بعض مرتبہ کسی مضمون کی تکمیل کیضرورت سے اس سے بھی بڑھ جانا ممکن ہے اور قیمت سالانہ ۲؎ ہے۔

(۴) سوائے اُن صاحبوں کے جو پیشگی قیمت ادا فرما چکے ہیں جملہ حضرات خریداران کی خدمت میں رسالہ وی۔پی بھیجا جائیگا اور دو آنہ خرچ رجسٹری اضافہ کرکے ۲؎ کا وی۔پی روانہ ہوگا جسپر دو آنہ فیس منی آرڈر ڈاکخانہ اضافہ کریگا۔ اور ۲؎ ۱۲ کا وی۔پی پہنچے گا۔

(۵) جن حضرات کی خدمت میں نمونہ کے طور پر رسالہ ارسال کیا جاتا ہے وہ جبتک پیشگی قیمت نہ بھیجیں گے یا وی۔پی کی اجازت نہ دینگے۔ دوسرا پرچہ نہ بھیجا جائیگا۔

(۶) جو صاحب درمیان سال میں خریدار ہونگے انکی خدمت میں کل پرچے شروع جلد یعنی جمادی الاول سنہ ۱۳۴۴ھ سے بھیجے جائینگے اور ابتداء سے خریدار سمجھے جائیں گے۔ اور اگر الہادی کی جلد اول درکار ہو طلب فرماویں مگر اسکی قیمت تین روپے ہے۔ علاوہ محصولڈاک ۔۔

الراقم

محمد عثمان مالک و مدیر رسالہ الہادی دہلی

کیا تم جانتے ہو کس بات میں ملائکہ مقربون بحث کر رہے ہیں میں نے کہا ہاں کفارات اور درجات کے بارہ میں اور جماعتوں کے واسطے اقدام منتقل کرنے اور سخت سردیوں کے وقت وضو کامل کرنے اور نماز کے بعد نماز کے انتظار کرنے میں اور جس نے ان کاموں کی محافظت کی اوسنے خیر کے ساتھ زندگانی بسر کی اور خیر کے ساتھ مرا اور اپنے گناہوں سے ایسا ہو گیا جیسا اوسدن تھا کہ اوسکی والدہ نے اوسکو جنا تھا اسکو ترمذی نے ایک حدیث میں بیان کیا جو تمامہ انشاء اللہ جماعت کی نماز کے بارہ میں بیان ہوگی اور اسکو حسن کہا ہے۔

اور حضرت ابی بن کعب سے مروی ہے وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین جناب نے فرمایا جس نے ایک ایک مرتبہ وضو کیا پس یہ تو نماز کا وظیفہ ہے (یعنی ضروری مقدار ہی) کہ بغیر اسکے چارہ نہیں ہے اور جس نے دو دو مرتبہ وضو کیا اسکو دو چند اجر ملیگا اور جس نے تین تین مرتبہ وضو کیا پس وہ ہی میرا وضو ہے اور مجھ سے پہلے نبیوں کا وضو ہے اسکو امام احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اور دونوں کی اسناد میں زید عمی ہیں اونکی توثیق بیان کیگئی ہے اور باقی راوی امام احمد کے سند صحیح کے راوی ہیں اور اسکو ابن ماجہ نے ابن عمر کی حدیث سے اس سے زیادہ دراز ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے اونھون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے فرمایا جس نے وضو کو جیسا اللہ تعالےٰ نے اسکو حکم کیا ہی تمام کیا پس اوسکی فرض نمازین اون گناہوں کا کفارہ ہو جائینگی جو انکے درمیان میں ہیں اسکو نسائی ابن ماجہ نے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے جس نے وضو کیا جیسا حکم کیا گیا ہے اور نماز جیسا حکم ہے ادا کی اوسکے جو کچھ پہلے عمل ہین سب بخشے جائینگے اسکو نسائی ابن ماجہ ابن حبان نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے مگر ابن حبان نے کہا ہے جو کچھ پہلے گناہ کئے ہیں یعنی عمل کی جگہ ذنب روایت کیا ہے۔

وضو کی محافظت کرنے اور تازہ وضو کرنیکی ترغیب

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے

۹۷

ارشاد فرمایا ہے (دین میں) استقامت رکھو اور تم ہرگز تمام اعمال (دین کا) احاطہ نہیں کر سکتے (یعنی
جسقدر اعمال صالحہ کر سکتے ہو اور پھر دوام کرو ایسا نہ کرو کہ آج کیا اور کل چھوڑ دیا) اور بجز مومن کے
ہرگز کوئی وضو پر محافظت نہیں کر سکتا اسکو ابن ماجہ نے اسناد صحیح کے ساتھ اور حاکم نے روایت کیا
ہے اور کہا ہے کہ شرط شیخین پر صحیح ہے اور کوئی علت نہیں بجز وہم ابو بلال اشعری کے اور اسکو
ابن حبان نے اپنی صحیح میں علاوہ ابو بلال کے طریق کے روایت کیا ہے اور اسکے اول میں کہا ہے
بچتے رہو اور قربت حاصل کرتے رہو اور جان لو تمہارے تمام اعمال سے بہتر نماز ہے آخر حدیث تک
اور اسکو ابن ماجہ نے بھی حدیث لیث سے وہ ابن ابی سلیم ہیں انہوں نے مجاہد سے انھوں نے عبد اللہ
بن عمر سے اور حدیث ابو حفص دمشقی سے روایت کیا ہے وہ مجہول ہیں انہوں نے ابو امامہ سے وہ اس
حدیث کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے تھے۔

اور حضرت ربیعہ جرشی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے استقامت
رکھو اور بہت ہی اچھا ہے کہ استقامت رکھو اور وضو کی محافظت کرو اسواسطے کہ تمہارے تمام اعمال
سے بہتر نماز ہے اور زمین سے اپنی حفاظت رکھو اسواسطے کہ یہ تمہاری اصل ہے اور اسپر کوئی ایسا عمل
کرنیوالا نیک و بد کا نہیں ہے کہ وہ زمین اسکی خبر نہ دے (یعنی قیامت کے روز زمین انسان کے ہر نیک
و بد عمل کی خبر دیگی بڑی گواہ یہ ہے پس اسپر بد عمل کرتے ہوئے ڈرو) اسکو طبرانی نے ابن لہیعہ کی روایت
سے بیان کیا ہے مصنف کہتے ہیں کہ ربیعہ جرشی کے صحابی ہونے میں اختلاف ہے اور انھوں نے
حضرت عائشہ اور حضرت سعد وغیرہ سے روایت کیا ہے جنگ راہط کے دن قتل کئے گئے۔

۹۸

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے اگر اپنی اُمت پر سختی کرنے سے بچنے کا خیال نہ ہوتا تو میں انکو ہر نماز کے وقت وضو
اور ہر وضو کے ساتھ مسواک کا حکم کرتا اسکو امام احمد نے اسناد حسن سے روایت کیا ہے۔

اور حضرت عبد اللہ بن بریدہ سے مروی ہے وہ اپنے باپ رضی اللہ تعالے عنہما سے روایت
کرتے ہیں وہ کہتے ہیں ایک روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صبح کی حضرت بلال رضی اللہ تعالے عنہ
کو بلایا فرمایا اے بلال کس عمل کی وجہ سے تم مجھ سے جنت میں سبقت کر گئے ہیں کل جنت میں
داخل ہوا تھا تو میں نے تمہاری جوتیوں کی آواز اپنے آگے سنی حضرت بلال رضی اللہ تعالے عنہ نے

عرض کیا یا رسول اللہ میں نے کبھی اذان ایسی نہیں دی کہ اسکے بعد دو رکعتیں نہ پڑہی ہوں اور کبھی مجھکو حدث نہیں ہوا کہ ساتھہ ہی وضو نہ کیا ہو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی وجہ سے ہے اسکو ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

وضو پر بسم اللہ چھوڑنیسے ترہیب

امام ابو بکر بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہمارے نزدیک رسول اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو گیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وضو نہیں ہے اوس شخص کا جس نے بسم اللہ نہیں پڑہی۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے اُسکی نماز نہیں ہے جسکا وضو نہ ہو اور اُسکا وضو نہیں ہے جس نے اوسپر خدا کے نام کا ذکر نہیں کیا اسکو امام احمد ابو داؤد و ابن ماجہ طبرانی حاکم نے روایت کیا ہے اور حاکم نے کہا ہے کہ صحیح الاسناد ہے حافظ عبد العظیم مصنف کتاب فرماتے ہیں ایسا نہیں ہے جیسا حاکم نے کہا ہے اسواسطے کہ ان محدثین نے اس حدیث کو یعقوب بن سلمہ لیثی سے انہوں نے اپنے باپ سے انھوں نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے۔ اور بخاری وغیرہ نے کہا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ سے سلمہ کا سُننا معروف نہیں ہے اور نہ یعقوب کا اونکے باپ سے سُننا پہچانا جاتا ہے اور سلمہ کی بھی یہ کیفیت ہے کہ جو اونسے روایت کیا گیا ہے اونکے بیٹے کے علاوہ اور کسی سے نہیں پہچانا جاتا پھر کہاں رہے شرائط صحت کے۔

اور رباح بن عبد الرحمٰن بن سفیان حویطب سے مروی ہے وہ اپنی نانی سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے وضو نہیں ہے اوس شخص کا جس نے اوسپر اللہ کے نام کا ذکر نہیں کیا اسکو ترمذی نے روایت کیا ہے اور الفاظ انہیں کے ہیں اور ابن ماجہ بیہقی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ محمد بن اسمٰعیل یعنی امام بخاری فرماتے ہیں اس باب میں سب حدیثوں سے اچھی حدیث رباح بن عبد الرحمٰن کی اونکی دادی سے اور اونکے باپ کی روایت سے ہے اور ترمذی نے یہ بھی کہا ہے کہ رباح کی دادی کے باپ سعید بن زید بن عمرو بن نفیل ہیں مصنف نے کہا ہے اس بارہ میں بہت حدیثیں ہیں کوئی

۹۹

اون میں سے گفتگو سے سالم نہیں ہے اور حسن بصری اور اسحٰق بن راہویہ اور اہل ظواہر وضو میں بسم اللہ واجب ہونے کی طرف گئے ہیں یہانتک کہ اگر قصداً چھوڑ دیا تو وضو کا اعادہ کراتے ہیں اور امام احمد سے بھی ایک روایت ہے اور اس میں شک نہیں ہے کہ احادیث اگرچہ اون میں سے کوئی گفتگو سے سالم نہیں ہے مگر بسبب کثرت طرق کے ایک کو دوسرے سے تقویت ہوگئی ہے واللہ اعلم بالصواب۔

ف اور امام ابو حنیفہ وضو میں بسم اللہ سنت کہتے ہیں اور فقہا حنفیہ کہتے ہیں وضو مین بسم اللہ دو مرتبہ کہنی چاہیئے ایک اوسوقت کہ سو کر اٹھے اور استنجا کو جائے یعنی وضو کا اہتمام شروع کرے اور ایک خاص وضو کے وقت اللہ اعلم بالصواب۔

مسواک کی ترغیب اور اس کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر امت کو مشقت میں ڈالدینے کا خوف نہ ہوتا تو میں اونکو ہر نماز کے ساتھ مسواک کرنیکا حکم دیتا یہ لفظ بخاری کے ہیں اور مسلم نے عند کل صلوۃ کہا ہے یعنی نزدیک ہر نماز کے اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں بھی روایت کیا ہے مگر ابن حبان نے کہا ہے وضو کے ساتھ ہر نماز کے وقت اور اسی کو امام احمد اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ میں اونکو مسواک کا ہر وضو کے ساتھ حکم کرتا۔

ف ان روایات کے ملانے سے یہ معلوم ہوگیا کہ مقصود یہ ہے کہ ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنیکا حکم دیا جاتا یہ مطلب نہیں ہے کہ وضو جدید کریں یا نہ کریں مگر ہر نماز کے ساتھ صرف مسواک کرلیں جیسا کہ ایک صحابی کے عمل سے ظاہر ہوگا۔

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر امت پر دشواری کرنیکا خوف نہ ہوتا تو میں اونکو ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنیکا حکم دیتا اسکو طبرانی نے اوسط میں سند حسن سے روایت کیا ہے۔

اور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالے عنہا سے مروی ہے کہتی ہیں میں نے رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ میں اُمت کو مشقت میں ڈالدوں تو میں
اونکو ہر نماز کے نزدیک مسواک کرنیکا حکم دیدیتا جیساکہ وہ وضو کرتے ہیں اسکو امام احمد نے سند جید کیساتھ
روایت کیا ہے اور اسکو بزاز اور طبرانی نے کبیر میں حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالے عنہ
کی حدیث سے روایت کیا ہے اوسکے لفظ یہ ہیں اگر ایسا نہ ہوتا کہ میں اُمت کو مشقت میں ڈالدونگا۔
تو میں اون پر نزدیک ہر نماز کے مسواک فرض کرتا جیساکہ اونپر وضو فرض کیا ہے اور اسی روایت کو
ابو یعلے نے بھی اسی کے قریب روایت کیا ہے اور ہمین یہ زیادہ کیا ہے۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا نے فرمایا ہمیشہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مسواک
کا ذکر کرتے رہتے تھے یہانتک کہ میں ڈری کہ اسکے بارہ میں قرآن شریف نہ نازل ہوجاوے۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ مسواک مونہہ کا آلہ پاکی کا ہے اور پروردگار کی رضامندی کا سامان ہے اسکو نسائی
نے اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور بخاری نے معلق مجزوم روایت
کیا ہے اور بخاری کی تعلیقات مجزومہ صحیح ہیں اور اسکو طبرانی نے اوسط میں اور کبیر میں حدیث ابن
عباس رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت کیا ہے اور اوسمیں یہ زیادہ کیا ہے اور بینائی کی جلادینے
والی ہے۔

اور حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا چار چیزیں پہلے رسولونکی سنتوں میں سے ہیں ختنہ کرانا عطر لگانا مسواک کرنا نکاح کرنا
اسکو ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن غریب کہا ہے۔

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
سے روایت کرتے ہیں جناب نے ارشاد فرمایا تم مسواک کو لازم پکڑو اسواسطے کہ یہ مونہہ کو اچھا کرنے
والی رب تبارک و تعالے کو راضی کرنیوالی ہے اسکو امام احمد نے بروایت ابن لہیعہ روایت کیا ہے۔

اور حضرت شریح بن ہانی رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں میں نے حضرت
عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا سے عرض کیا جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دردولت میں تشریف
لاتے اول کیا کام کیا کرتے تھے فرمایا کہ اول مسواک کیا کرتے تھے۔ اسکو مسلم وغیرہ نے روایت

۱۰۱

کیا ہے۔

اور حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسی نماز کے واسطے در دولت سے باہر تشریف نہیں لاتے تھے جبتک کہ مسواک نہ کریں اسکو طبرانی نے ایسی سند سے روایت کیا ہے کہ اوسمیں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شب کو دو دو رکعتیں پڑھا کرتے پھر فارغ ہوتے اور مسواک کرتے اسکو ابن ماجہ اور نسائی نے روایت کیا ہے اور اوسکے راوی ثقہ ہیں۔

اور حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسواک کیا کرو اسواسطے کہ مسواک مونہہ کو پاک کرنے والی رب کو خوش کرنیوالی ہے جب کبھی حضرت جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آتے ہیں ضرور مجھکو مسواک کرنے کی وصیت کرتے ہیں یہانتک کہ میں خوف کرتا ہوں کہ مجھپر اور میری امت پر فرض نہ کر دیا جاوے اور اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ میں اپنی اُمت کو مشقت میں ڈالدونگا تو میں اسکو اپنی اُمت پر فرض کر دیتا اور میں اسقدر مسواک کرتا ہوں کہ ڈرتا ہوں کہ میرے مونہہ کی اگلی جانب گھس نہ جائے اسکو ابن ماجہ نے علی بن یزید عن قاسم عن ابی امامہ کے طریق سے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے مروی ہے وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں جناب نے فرمایا البتہ میں مسواک کے بارہ میں اتنا حکم کیا گیا ہوں کہ میں گمان کرتا تھا کہ اسکے بارہ میں مجھپر قرآن شریف یا وحی نازل ہو جائیگی اسکو ابو یعلےٰ نے روایت کیا ہے۔ اور امام احمد کے الفاظ یہ ہیں فرمایا بیشک میں مسواک کے بارہ میں اتنا حکم کیا گیا ہوں کہ میں ڈرتا تھا کہ میرے اوپر اس میں کوئی شے نہ نازل ہو جائے یعنی کوئی حکم خاص لازم العمل نہ نازل ہو جائے اسکے راوی ثقہ ہیں۔

اور حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں مسواک کے واسطے یہانتک حکم کیا گیا ہوں کہ ڈرنے لگا کہ مجھپر لکھہ نہ دیا جائے یعنی فرض نہ کر دیا جائے اسکو امام احمد اور طبرانی نے روایت کیا ہے اور اوسکی سند میں

لیث بن سلیم ہیں۔

اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہتی ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت جبرئیل علیہ السلام برابر مجھکو مسواک کے بارہ میں وصیت کرتے رہے یہانتک کہ میں اپنے دانتوں پر خوف کرنے لگا اسکو طبرانی نے نرم اسناد سے روایت کیا ہے۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے مسواک کو لازم کیا یہانتک کہ میں نے خوف کیا کہ میرا مونھہ بوبلہ نہ ہو جائے اسکو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اور اسکے راوی صحیح کے راوی ہیں اور بزاز نے حدیث انس سے روایت کیا ہے اور اسکے لفظ یہ ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البتہ میں مسواک کا حکم کیا گیا ہوں یہانتک کہ خوف کرتا ہوں یہ کہ میں بوبلا ہو جاؤں۔

اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے مسواک کا حکم کیا اور کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ جب مسواک کرتا ہے پھر نماز کو کھڑا ہوتا ہے تو اسکے پیچھے فرشتہ کھڑا ہوتا ہے اسکے پڑہنے کو سنتا ہے پھر اور قریب ہوتا ہے یا اسکے قریب کوئی کلمہ فرمایا یہانتک کہ اپنا منہ اسکے مونھہ پر رکھدیتا ہے پس جو کچھ اسکے مونہہ سے نکلتا ہے فوراً فرشتہ کے اندر چلا جاتا ہے پس اپنے مونھوں کو قرآن کے واسطے پاک کرو اسکو بزاز نے سند جید سے روایت کیا ہے اوس میں کچھ مضائقہ نہیں ہے اور ابن ماجہ نے بعض حصہ اسکا موقوف بیان کیا ہے اور شاید کہ موقوف ہونا ہی زیادہ مشابہ حق کے ہے۔

۱۰۳

اور حضرت عائشہ صدیقہ زوجہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے جناب نے ارشاد فرمایا مسواک کے ساتھ نماز بغیر مسواک کی نماز پر ستر گونہ فضیلت رکھتی ہے اسکو امام احمد اور بزاز اور ابو یعلے اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور ابن خزیمہ نے کہا ہے میرے دل میں اس حدیث کی طرف سے کچھ ہے مجھکو یہ کھٹکا ہے کہ محمد بن اسحٰق نے ابن شہاب سے اسکو نہیں سنا اور اسکو حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ شرط مسلم پر صحیح ہے اسیطرح کہا ہے اور محمد بن اسحٰق امام مسلم نے اس کو متابعات میں بیان کیا ہے۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک مجھکو یہ کہ دو رکعتیں مسواک کے ساتھ پڑہوں زیادہ محبوب ہے اس سے کہ ستر رکعتیں بغیر مسواک کے پڑہوں اسکو ابو نعیم نے کتاب السواک میں جید اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

اور حضرت جابر رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دو رکعتیں مسواک کے ساتھ افضل ہیں بغیر مسواک کی ستر رکعتوں سے اسکو بھی ابو نعیم نے اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔

انگلیوں میں خلال کرنیکی ترغیب اور چھوڑنیسے ترہیب

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا میری اُمت میں سے کیا ہی پیارے ہیں خلال کرنے والے اصحاب نے عرض کیا اور کیسے خلال کرنیوالے یا رسول اللہ فرمایا جو وضو میں خلال کرنیوالے ہیں اور کھانیسے خلال کرنے والے ہیں وضو میں خلال کرنا تو کلی کرنا ناک میں اور انگلیوں کے درمیان پانی پہنچانا اور کہانے کے خلال کھانیسے ہے بیشک کیفیت یہ ہے کہ کوئی چیز دونوں فرشتوں پر زیادہ دشوار اس سے نہیں ہے کہ اپنے صاحب کے دانتوں میں کچھ کھانا نماز میں کہڑے ہونیکی حالت میں دیکھیں اسکو طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور یہی کو طبرانی اور امام احمد نے مختصر ابو ایوب اور عطا سے بھی روایت کیا ہے (اس طرح پر) کہ یہ دونوں کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ہی پیارے ہیں میری امت میں سے وضو اور کہانے میں خلال کرنیوالے اور اسکو اوسط میں حدیث انس رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت کیا ہے اور اوس روایت کے تمام طرق کا مدار واصل بن عبدالرحمن رقاشی پر ہے اور شعبہ وغیرہ نے اسکی توثیق کی ہے۔

اور حضرت عبداللہ یعنی ابن مسعود رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خلال کرو اسواسطے کہ یہ صفائی ہے اور صفائی (آدمی کو) ایمان کیطرف بلاتی ہے اور ایمان اپنے صاحب کے ساتھ ہے جنت میں اسکو طبرانی نے اسیطرح پر اوسط میں مرفوع روایت کیا ہے اور کبیر میں اسکو حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر موقوف رکہا ہے۔

اور ایک ایسی جماعت ہے جو وحی پر نہیں چلتی۔ ان دونوں کیلئے ضروری ہے کہ وحی کی پہچان سے کام لیں اور اوسکے ذریعہ سے خدا کے رستہ کو پہچان کر اوس پر چلیں۔ اور آجکل چونکہ لوگ وحی کی پہچان سے کام نہیں لیتے۔ اسلئے جُدا جُدا بہت سے فرقے ہوگئے اور یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ میری مراد ان فرقوں سے مسلمانوں کے فرقے ہیں۔ کافروں کے فرقے مراد نہیں ہیں۔ تو بعض تو وہ ہوئے جنھوں نے وحی الٰہی (یعنی خدا کے حکموں) کے ساتھ وہ معاملہ کیا جو اوس دیہاتی نے کیا تہا۔ کہ وحی کو وحی تو مانا۔ مگر اوسکے معنی بدلدئے۔ اور بعض لوگ وحی کو مانتے بھی ہیں اور اوسکی حقیقت کو بھی کچھ سمجھتے ہیں۔ لیکن اتنی غلطی کرتے ہیں کہ فقط قرآن ہی کو وحی سمجھتے ہیں اور فقہ حدیث کو دوسری چیز سمجھتے ہیں۔ وحی نہیں سمجھتے۔ حالانکہ حدیث فقہ بھی وحی میں داخل ہے۔ پس ان لوگوں نے بعض وحی کو تو مانا اور بعض وحی کو نہیں مانا۔

(۲) یہ نفس کا مکر ہے۔ جسکی وجہ سے حدیث اور فقہ کے وحی ہونے کا انکار کرتے ہیں۔ اور نفس کا مکر تو ایسی بُری بلا ہے۔ کہ اس سے بچنے کی بہت سی کوشش کیجائے تب بھی بالکل دفع نہیں ہوتا۔ تو جس شخص نے اس سے بچنے کی کوشش ہی نہ کی ہو وہ کیسے بچ سکتا ہے۔ اور وہ مکر نفس کا یہ ہے۔ کہ نفس نے دیکھا کہ حدیث فقہ میں بہت سے حکم ہیں۔ ان سب پر عمل کرنا دشوار ہے اسلئے اس نے یہ ترکیب نکالی کہ ان سب کو چھوڑو صرف قرآن کو لے لو۔ اور اپنی مرضی کے موافق اوس سے مطلب نکال لو جس سے کچھ کرنا ہی نہ پڑے۔ میں کہا کرتا ہوں۔ کہ اس زمانہ میں لوگوں نے ہر چیز کے ست نکالے اور اسکو اتنی ترقی ہوئی۔ کہ دین کا بھی ست نکل آیا۔ صاحبو! جسکو شریعت کی طلب ہوگی وہ کبھی ایسی ترکیبیں نہیں نکال سکتا۔ دیکھئے جسکو بہت زیادہ بھوک ہو۔ وہ تو اور زیادہ کو چاہا کرتا ہے۔ نہ یہ کہ جو موجود ہو۔ اسکو بھی اُڑانے کی فکر کرے۔ کہ یہ بھی نہ رہے۔ حقیقت میں جب طلب ہوتی ہے۔ تو اگرچہ بہت کچھ موجود ہو۔ مگر یہی دل چاہتا ہے کہ کچھ اور ہوتا۔ اور جب طلب نہیں ہوتی تو سب میں کمی کیجاتی ہے۔

(۳) پھر بعض لوگوں نے فقہ و حدیث کو چھوڑ کر قرآن پر جو اکتفا کیا۔ تو اوس سے اُلٹا کام لیا۔ قرآن جس کام کی کتاب ہے اوس سے وہ کام نہ لیا۔ چنانچہ ایک صاحب مجھسے ملے۔ کہنے لگے کہ ڈاکٹری تحقیق سے یہ بات ثابت ہے کہ منی میں کچھ کیڑے ہوتے ہیں۔ مجھے ترت سی

خیال تھا۔ کہ قرآن کی کسی آیت سے بھی یہ بات نکل آئے تو اچھا ہے۔ چنانچہ ایک روز میں قرآن پڑھ رہا تھا۔ اوسمیں یہ آیت نکلی۔ خلق الانسان من علق ط ترجمہ پیدا کیا ہے انسان کو علق سے۔ اور علق جونک کو کہتے ہیں۔ مجھے بہت خوشی ہوئی کہ قرآن شریف سے بھی منی میں کیڑے ہونے ثابت ہوگئے۔ بھلا خیال تو فرمایئے کہ اس آیت کے کہیں یہ معنے ہیں بس اندہا دہند جو چاہا ہانک دیا۔ پھر کہاں جونک کہاں کیڑے کہاں ڈاکٹری کی تحقیق۔ کہاں قرآن شریف اسکی بالکل ایسی مثال ہے کہ کوئی شخص طب کی کتابوں میں کپڑا بننے کی ترکیب تلاش کرنے لگے یا طب کی کتابوں میں حدیث ڈہونڈنے لگے۔ چنانچہ ایک صاحب نے ایسا کیا تھی۔ کہ میرے پاس طب کی ایک کتاب لیکر آئے اور کہنے لگے کہ آپ بسم اللہ کی رسم کو منع کرتے ہیں۔ حالانکہ اس کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسینؓ یا حضرت حسنؓ ان دونوں میں سے ایک کا چار سال چار مہینے چار دن کی عمر میں مکتب کرایا۔ اور لوگوں کو جمع کیا۔ یہ بیوقوفی تو دیکھئے کہاں طب کی کتاب کہاں حدیث۔ حدیث دیکھنی چاہیئے حدیث کی کتابوں میں۔ صاحبو! جس علم کی کتاب ہو اوسی علم کی باتیں اوس میں تلاش کرنی چاہئیں۔ طب کی کتابوں میں بیماریوں کے علاج دیکھو۔ حدیث کی کتابوں میں حدیث دیکھو۔ اب دیکھ لیا جاوے۔ کہ قرآن شریف کس علم کی کتاب ہے۔ قرآن طب کی کتاب نہیں ہے کہ بخار کھانسی کے نسخے اوس میں ہیں۔ قرآن شریف تو روحانی طب کی کتاب ہے کہ اوسمیں روح کی بیماریوں کا علاج ہے پس جیسے طب کی کتابوں میں کھیتی باڑی کی ترکیبیں نہیں لکہیں۔ بلکہ اوسمیں تو فقط بدن کی بیماریوںکے علاج لکھے ہیں اسیطرح قرآن میں بھی روح کی بیماریونکے علاج لکھے ہیں اور دوسری علم کی باتیں اوسمیں نہیں ہیں پس اونکو اوسمیں تلاش کرنا بیکار ہی اور اگر کسی دوسری چیز کا اوسمیں ذکر آیا بھی ہی تو وہ بھی روح کی بیماری دفع کرنیکے لئے۔ اور ہم اسپر فخر کرتے ہیں کہ قرآن میں دوسری قسم کی چیزوں کا ذکر نہیں کیونکہ کسی طب کی کتاب میں جوتے بنانیکی ترکیب نہ ہونا اوس کتاب کی خوبی ہے۔ مسلمانو! خدا کی قسم یہ قرآن کی بڑی بھاری خوبی ہے کہ اوسمیں یہ خرافات نہیں ہیں اور نہ قرآن کو اسکی کچھ ضرورت ہے۔ کہ زبردستی اوسمیں ان خرافات کو ٹھونسا جائے۔ اگر قرآن میں یہ سب خرافات ہوتے تو قرآن روحانی طب کی کتاب نہ ہوتی۔ پس یہ کوشش کرنا کہ منی کے اندر کیڑے ہونا قرآن سے ثابت ہو جائیں یہ تو قرآن کے اندر نقصان نکالنا ہی میں کہتا ہوں

قرآن شریف روحانی طب ہے

کہ اگر علق کے معنی جونک کے ہیں۔ جو کہ اُن ڈاکٹر صاحب نے فرمائے تو کیا وجہ کہ اسکو نہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے سمجھا نہ حضرت ابوبکرؓ نے نہ دوسرے صحابہؓ نے نہ اونکے بعد کے بزرگوں نے سمجھا۔ اگر کہا جاوے کہ صحیح معنی آج معلوم ہوئے۔ پہلے کسیکو معلوم نہوئے تھے تو اسمیں اول تو یہ خرابی ہے کہ اپنے بزرگونکو جاہل ٹھہرایا۔ دوسری یہ خرابی ہے کہ اگر کوئی کافر تم سے کہے کہ تمھارا قرآن اترا تھا محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اور پڑھا تھا تمام صحابہؓ نے لیکن سمجھا ہم نے تو تم کیا جواب دوگے۔ اور اگر قرآن میں ایسی ہی گنجایش سمجھتے ہو کہ اوسمیں ہر چیز کو داخل کیا جاسکتا ہے تو پھر اپنے کو اور اپنے رشتہ دارونکو بھی اوسمیں داخل کردو۔ جیسے مشہور ہے کہ کسی گاؤں میں تین چودھری تھے ایک کا نام ابراہیم تھا۔ دوسرے کا موسےٰ تیسرے کا عیسےٰ۔ امام نے نماز میں سبح اسم ربک سورت پڑھی۔ جسکے اخیر میں ہے۔ صحف ابراھیم و موسےٰ۔ تو عیسےٰ چودھری خفا ہوگیا۔ کہ ان دونوں کا نام تو پڑھا۔ میرا نام نہیں پڑھا۔ امام نے پھر وہی سورت پڑھی۔ اور ابراھیم و موسےٰ کے بعد عیسےٰ بھی پڑھ دیا۔ خدا بچاوے ایسی جہالت سے۔

(۴) ایک صاحب نے اعتراض کیا۔ کہ ڈاڑھی رکھانے کا واجب ہونا قرآن شریف سے ثابت نہیں۔ تو دوسرے صاحب فرماتے ہیں کہ میں قرآن سے ثابت کرتا ہوں۔ دیکھئے قرآن میں ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام نے حضرت موسےٰ علیہ السلام سے کہا کہ میری ڈاڑھی مت پکڑیئے۔ تو اگر حضرت ہارون علیہ السلام کے ڈاڑھی نہ تھی تو حضرت موسےٰ علیہ السلام نے کیسے اوسکو پکڑ لیا اس جواب کو سُنکر وہ اعتراض کرنیوالے چپ ہوگئے۔ حالانکہ اس جواب سے صرف اتنی بات معلوم ہوئی کہ حضرت ہارون علیہ السلام کے ڈاڑھی تھی یہ تو نہیں معلوم ہوا۔ کہ ڈاڑھی کا رکھنا واجب بھی ہے۔ ڈاڑھی رکھانے کے متعلق تحقیقی جواب میں عرض کرتا ہوں لیکن اول یہ سمجھ لینا چاہیے۔ کہ وہ جواب بالکل پھیکا اور سیدھا سادا ہوگا۔ کیونکہ تحقیقی بات ہمیشہ بے مزہ ہوتی ہے۔ دیکھیے غالب اور مومن خان کے شعروں میں کیا کچھ لطف آتا ہے کہ لوٹنے لگتے ہیں اور حکیم محمود خان کے نسخہ کو سُنکر کسیکو بھی حال نہیں آتا۔ لیکن شعر کارآمد نہیں۔ اور حکیم محمود خان کا نسخہ کارآمد ہے جس سے بیماری دفع ہوتی اور تندرستی حاصل ہوتی ہے۔ غرض وہ تحقیقی جواب یہ ہے کہ ہمارے ذمہ یہ ضروری نہیں ہے۔ کہ ڈاڑھی رکھنے کے واجب ہونے کو قرآن سے ثابت کریں۔ بلکہ حدیث فقہ سے

ثابت کر دینا کافی ہے۔ کیونکہ یہ بھی تو وحی میں داخل ہیں۔ پس جب کسی حکم کی بابت یہ کہا جاتا ہے۔ کہ فلاں حکم شریعت سے ثابت ہے تو اسکے معنی یہ ہوتے ہیں۔ کہ یہ حکم قرآن یا حدیث یا فقہ ان تین میں سے کسی ایک سے ثابت ہے۔ ہاں اگر کسی ایک سے بھی ثابت نہ ہو۔ تو بیشک وہ حکم شرع کا نہ ہوگا۔ اسکی ایسی مثال ہے۔ کہ ایک شخص نے عدالت میں جاکر کسی دوسرے شخص پر دعوی کیا۔ عدالت نے اوس سے گواہ طلب کئے۔ اور اوس نے قانون کے موافق گواہ پیش کر دیئے۔ جنپر کسی قسم کی جرح نہیں ہوسکتی تو کیا اوسکے بعد مدعاعلیہ کو یہ حق ہے۔ کہ وہ یوں کہہ سکے کہ میں ان گواہوں کی گواہی نہیں مانتا۔ ہاں اگر صاحب جج خود گواہی دیں تو میں مان لونگا۔ اور اگر وہ ایسا کہے تو بتلایئے عدالت اوسکو کیا جواب دیگی۔ یہی کہ یا اون گواہوں میں جرح کرو۔ یا دعوے کو مانو۔ اسی طرح کسیکو یہ کہنے کا حق نہیں کہ میں فلاں حکم کو قرآن ہی سے مانونگا۔ حدیث فقہ سے نہیں مانونگا۔ خوب سمجھ لو کہ قرآن ہی سے ہر بات کے ثابت کرنے کی کوشش کرنا سخت مشکل میں پڑنا ہے۔ اور اسکی ضرورت ہی کیا ہے۔ کیونکہ حدیث فقہ بھی تو قرآن ہی کے حکم میں ہے۔

(۵) ایک جماعت نے تو وحی کی پیروی کو ایسا چھوڑا کہ وہ کفر تک پہنچ گئے۔ دوسرے فرقے نے اس زیادتی کے ساتھ پیروی کی۔ کہ حد سے آگے بڑھ گئے اور بدعتوں میں پھنس گئے۔ یعنی وہ اپنی رسموں کو بھی عبادت سمجھنے لگے۔ اور وہ رسمیں اگرچہ جائز بھی ہوں۔ لیکن انکو عبادت سمجھنا سخت غلطی ہے۔ کیونکہ عبادت وہ ہے جسپر ثواب کا وعدہ ہو۔ اور اُن رسموں میں ثواب کا وعدہ نہ کسی حدیث میں ہے نہ کسی آیت میں۔ غرضکہ اسوقت یہ دو مرض ہندوستان میں کثرت سے ہیں۔ کہ بعض تو حدیث فقہ کو وحی نہیں سمجھتے اور یہ بددینی ہے۔ اور بعض لوگ زیادتی کرتے ہیں۔ کہ قرآن اور حدیث اور فقہ کے سوا بھی اور چیزوں کو وحی میں داخل کر لیتے ہیں۔ جو کہ بدعت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں دو فرقے ہیں۔ جنکی عزت لوگوں کے دلوں میں ہے۔ ایک تو امیروں کا فرقہ۔ دوسرے فقیروں کا فرقہ۔ ان دونوں فرقوں کی حالت نہایت درجہ خراب ہے۔ اور ان دونوں فرقوں کی بدولت بہت زیادہ بددینی اور بدعت دنیا میں پھیلی۔ امیروں میں بددینی زیادہ پائی جاتی ہے۔ اور فقیروں میں بدعت زیادہ پائی جاتی ہے۔ اگرچہ تیسرا فرقہ عالموں کا بھی ہے۔ لیکن اون سے گمراہی نہیں پھیلتی۔ کیونکہ جہانتک دیکھا جاتا ہے۔ عالموں کا دوسروں پر اثر کم ہے۔ پس انکی وجہ سے

ایسی خرابی نہیں پڑسکتی۔ اور جن عالموں کا دوسروں پر کچھ اثر ہوتا بھی ہے۔ تو وہ اونکی بزرگی اور درویشی کے خیال سے ہے صرف عالم ہونیکی وجہ سے کسی عالم کا کچھ اثر نہیں۔ بلکہ جو لوگ صرف عالم سمجھے جاتے ہیں اونکی تو یہ حالت ہے کہ اگر عوام دُنیا داروں کو ذلیل ہی نہ سمجھیں تو غنیمت ہے اور اگر کسی عالم کے بزرگ نہ سمجھے جانے پر بھی اسکی عزت ہو اور دوسروں پر اوسکا اثر ہو تو اوسکی وجہ یہ ہوتی ہے۔ کہ وہ دنیا کے اعتبار سے بھی عزت دار ہوتا ہے۔ غرض صرف عالم ہونے کی وجہ سے کسی عالم کا دوسروں پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ یا تو فقیری کی وجہ سے اثر ہوتا ہے یا امیری کی وجہ سے ورنہ اگر صرف عالم ہونیکی وجہ سے کسی عالم کا اثر ہوتا تو طالبعلموں کا بھی بہت اثر ہونا چاہیئے تھا کیونکہ وہ بھی تو عالم ہیں۔ اور میں دوسرونکو کیا کہوں خود اپنے اندر بھی یہی حالت دیکھتا ہوں۔ کہ طالبعلموں کی زیادہ عزت نظر میں نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ عالمونکی علم کی وجہ سے کچھ عزت نہیں کیجاتی۔ ایک رئیس صاحب کے ہاں ایک طالبعلم کا کھانا مقرر تھا۔ چونکہ اکثر اوسکو وہاں انتظار کرنا پڑتا تھا۔ اسلئے اوسکو خیال ہوا کہ اتنا وقت بیکار جاتا ہے۔ اسمیں اگر کچھ دین ہی کی خدمت ہو جائے۔ تو اچھا ہے۔ رئیس سے کہنے لگا کہ میں یہاں دیر تک بیٹھا رہتا ہوں اگر آپ کا لڑکا کچھ پڑھ ہی لیا کرے تو اچھا ہے۔ رئیس صاحب کہنے لگے کہ مولوی صاحب آپنے عربی پڑہی تو یہ نتیجہ ہوا۔ کہ میرے دروازے پر کھانا لینے کے لئے آتے ہیں۔ میرا لڑکا پڑہے گا تو کسی دوسرے کے دروازے پر جائیگا۔ اس حکایت سے آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا۔ کہ عالموں کے ساتھ لوگوں کا کیا برتاؤ ہے اور عالمونکا کتنا اثر ہے۔ اور جب عالموں کا کچھ اثر نہیں تو انکو عزت اور اثر والے لوگوں میں کیسے داخل کر سکتا ہوں۔ اور اپنی اس حالت کو سُنکر عالمونکو بھی سمجھہ لینا چاہیئے کہ اب وہ کیا کریں۔ اگر اب بھی اونکی سمجھہ میں نہ آیا ہو تو سخت افسوس ہے۔ خیر میں بتلاتا ہوں۔ کہ اونکو بالکل بے طمع رہنا چاہیئے۔ امیر لوگ دنیا لیکر تم سے بے پرواہ ہو گئے۔ تم دین لیکر اونکی دُنیا سے بے پرواہ ہو جاؤ۔ میں خدا کے بھروسہ پر کہتا ہوں۔ کہ اگر عالم دنیا داروں سے بے پرواہ ہو جائیں تو خدائے تعالیٰ اونکی غیب سے مدد کرینگے۔ بلکہ یہی دنیا دار جو آج اونکو ذلیل سمجھتے ہیں۔ اسوقت اونکو عزت دار سمجھنے لگیں گے۔ اور یہ دنیا دار خود اونکے محتاج ہونگے۔ کیونکہ ہر مسلمان کو جسطرح تھوڑے بہت مال کی ضرورت ہے۔ دین کی اوس سے زیادہ ضرورت ہے۔ چاہے وہ عالم ہو یا جاہل

رئیس ہو یا غریب ورنہ وہ مسلمان ہی نہیں۔ اور یہ ظاہر کہ عالموں کے پاس ضرورت کے موافق دنیا موجود ہے۔ اور دنیاداروں کے پاس دین کچھ بھی نہیں تو اونکو ہر کام میں عالموں کی احتیاج ہوگی زندگی میں بھی اور موت میں بھی۔ نمازیں بھی روزے میں بھی۔ اگر کوئی کہے کہ مجھے دین کی ضرورت ہی نہیں تو وہ مسلمان ہی نہیں۔ غرض ایک وقت ایسا آئیگا۔ کہ دنیادار خود عالموں کے پاس آئینگے پس عالمونکو بالکل بے پروا رہنا چاہیئے اور خدائے تعالےٰ کے دین میں مشغول ہونا چاہیئے۔ ہم لوگوں میں ایک بڑی کمی یہ ہے۔ کہ خدائے تعالےٰ سے تعلق پیدا نہیں کرتے۔ اگر خدائے تعالےٰ سے ہم کو تعلق ہو تو کسیکی بھی پروا نہ رہے۔ البتہ میں عالمونکو بدخلقی کی اجازت نہیں دیتا۔ کیونکہ بعضے بے پروائی کو بدخلقی سمجھتے ہیں۔ ہمارے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ امیروں کی بہت خاطرداری کرتے تھے۔ اور وجہ اسکی یہ فرماتے تھے۔ کہ نعم الامیر علے باب الفقیر۔ ترجمہ جو امیر فقیر کے دروازے پر جائے وہ بہت اچھا ہے۔ پس جب کوئی امیر آپ کے دروازے پر آیا۔ تو اوسمیں اچھے ہونے کی بھی صفت پیدا ہوگئی۔ پس اسی صفت کی تعظیم کرنی چاہیئے۔ اسلئے بدخلقی کی اجازت نہیں۔ ہاں بے پروا رہنا ضروری ہے۔ غرض یہ کہ عالمونکی عزت اور اونکا اثر کچھ نہیں۔ کیونکہ جسکو دیکھیے وہ عالموں پر اعتراض کرنے کو آمادہ ہے۔ ایک صاحب ایک مرتبہ عالمونپر بہت خفا ہو رہے تھے۔ اور اونکو برا بھلا کہہ رہے تھے۔ کچھ دیر تک تو بوجہ اسکے کہ وہ مہمان تھے۔ میں نے صبر کیا۔ آخر جب وہ حد سے بہت ہی آگے نکل گئے تو میں نے پوچھا کہ عالموں نے کیا قصور کیا ہے۔ کونسی ایسی خطا ان سے ہوئی۔ کہنے لگے کہ عالم انگریزی پڑھنے کو منع کرتے ہیں اور قوم کی ترقی اونکی وجہ سے رکی ہوئی ہے۔ حالانکہ انگریزی کی بہت ضرورت ہے۔ میں نے کہا کہ اول تو یہ بہتان ہے۔ عالم ہرگز انگریزی پڑھنے کو منع نہیں کرتے۔ دوسرے اگر منع بھی کرتے ہیں تو یہ بتلائیے کہ عالموں کے منع کرنے کا دوسروں پر کچھ اثر بھی ہے یا نہیں۔ اگر کہئے اثر ہے تو میں کہونگا کہ اسکی کیا وجہ کہ عالموں کے اثر نے قوم کے بچونکو عربی پڑھنے پر کیوں نہ لگا دیا۔ جب علماء اتنا بھی نہ کر سکے تو معلوم ہوا عالموں کا کچھ اثر قوم پر نہیں۔ اور جب اونکا اثر نہیں تو عالموں سے کچھ نقصان قوم کو نہیں پہونچا۔ قوم کے ترقی نہ پانے کی اصل وجہ اور ہے وہ یہ کہ قوم عام طور پر سست۔ کام چور۔ آرام طلب ہے ان سے محنت تو ہو نہیں سکتی۔ اپنے چھٹکارے کے لئے مولویکے

۱۴ عالموں کی وقعت اور ان کا کچھ اثر نہیں
قوم پر ان کا اثر نہ ہونے کی دلیل ۱۴

فتوے کو آڑ بنا لیا۔ صاحبو! آخر اسکی کیا وجہ کہ عالموں کے تمام فتووں میں سے یہی ایک فتوی آپکو پسند ہوا۔ کبھی دوسرے فتووں پر کیوں عمل نہ کیا گیا۔ نہ موروثی کو چھوڑا نہ بہنوں کو حصہ دیا۔ نہ نماز کی پابندی کی۔ نہ زکوٰۃ و حج کا اہتمام کیا۔ وجہ یہی ہے کہ یہ فتوی اپنی مرضی اور نفس کے موافق تھا۔ اور دوسرے فتوے نفس کے خلاف تھے۔ جیسا ایک شخص سے کسی نے پوچھا تھا کہ قرآن کا کونسا حکم تم کو زیادہ پسند ہے۔ کہنے لگا۔ کلوا واشربوا۔ ترجمہ کھاؤ پیو۔ مجھکو تو یہ حکم زیادہ پسند ہے اور دعا کو پوچھا کہ دعا کونسی پسند ہے۔ تو یہ تبلائی۔ ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء۔ ترجمہ اے رب ہمارے اُتار ہم پر خوان آسمان سے۔ کیا کوئی شخص اسکو قرآن پر عمل کرنیوالا سمجھے گا۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اسکو تو خواہش اور نفس کا بندہ کہینگے۔ بس اسی طرح آجکل لوگ عالموں کے کہنے پر چلتے ہیں۔ کہ جس بات کو اپنی مرضی کے موافق دیکھتے ہیں، اس میں عالموں کو آڑ بنا لیتے ہیں۔ اس تمام تقریر سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ ترجو کچھ ہے وہ امیروں کا ہے یا فقیروں کا۔ اور جو کچھ خرابیاں پھیلیں انہیں دو فرقوں کی وجہ سے پھیلیں۔ پہلا فرقہ بددینی میں پھنسا ہوا ہے۔ دوسرا فرقہ بدعتوں میں ڈوبا ہوا ہے۔ بس اوس امت کے مریضوں کا کیا حال ہوگا۔ جسکے طبیب خود مریض ہیں۔ اور عالموں کے ان فرقوں میں داخل نہ ہونیکی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ اگر خود بگڑیں بھی تو اپنے کو گنہگار سمجھتے ہیں۔ اور اپنے برے کاموں کی طرف کسیکو بلاتے نہیں۔ اور لوگونکو اپنے اس طرز پر چلانے کی کوشش نہیں کرتے۔ بلکہ دوسرونکو نیک ہی رستہ تبلاوینگے۔ اور امیروں اور فقیروں کی تو یہ کوشش ہوتی ہے کہ جس رستہ پر ہم ہیں۔ دوسرے بھی اسی پر ہولیں۔ اگرچہ ہم اور وہ دونوں جہنم کے غار میں جا گریں۔ چنانچہ چند روز ہوئے کہ ایک روشن خیال نے یہ مضمون چھپوایا تھا۔ کہ اسلام کی ترقی کو سب سے زیادہ روکنے والی نماز ہے۔ اگر سب عالم ملکر نماز کو اسلام سے باہر کردیں تو اسلام کو بہت ترقی ہو۔ عالم کوئی ایسا نہیں کرسکتا کہ اپنے گناہ کی طرف دوسرونکو بلائے۔ اس لئے ان سے کوئی ضرر نہیں ہوتا۔ ہاں اتنا نقصان ضرور ہوا۔ کہ بعض عالموں نے اپنا طرز ایسا کردیا۔ کہ دنیا والونکو انکی بدولت خود علم سے نفرت ہوگئی۔ یعنی بعض عالموں نے امیروں سے ملنا جلنا اتنا بڑھایا کہ اس ملنے جلنے کی وجہ سے اُن امیروں کی ہاں میں ہاں ملانے لگے۔ کہ اُن کو دیکھکر دنیا والوں نے یہ سمجھا کہ سب عالم ایسے ہی ہوتے ہونگے۔ ٹونک کا قصہ ہے کہ ایک رئیس نے ڈاڑھی منڈا

اب خرابیاں امیروں اور فقیروں کی وجہ سے ہیں

۱۵

بعض عالموں کی غلطی

رکھی تھی۔ ایک عالم نے اسپر اعتراض کیا۔ اس سے اس رئیس پر بہت اثر پڑا۔ اتفاق سے مجمع میں ایک دوسرے صاحب بھی بیٹھے تھے۔ اور یہ بھی مولوی کہلاتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ڈاڑھی ہرگز نہ رکھنی چاہیئے۔ کیونکہ اسمیں جوئیں پڑجاتی ہیں۔ اور وہ زنا کرتی ہیں۔ فرمایئے۔ اس رئیس کی نظر میں کیا وقعت اور عزت ان مولوی صاحب کی رہی ہوگی۔ اور زیادہ سبب ان بُری عادتوں کا یہ ہے کہ اکثر گھٹیا خاندان کے لوگ عربی پڑھتے ہیں اسوجہ سے مولوی ہوکر بھی بُری عادتیں ان میں باقی رہتی ہیں۔ ایک شخص نے ڈھاکہ میں مجھ سے کہا کہ اسکی کیا وجہ ہے کہ انگریزی پڑھنے والے طالبعلم تو بہت ہمت والے بلند حوصلہ اور بہادر اور مختتی ہوتے ہیں۔ اور عربی پڑھنے والے طالب علم نہایت کم ہمت تنگ خیال کم حوصلہ ہوتے ہیں۔ مقصود انکا یہ تھا کہ یہ فرق عربی اور انگریزی کے اثر سے ہے۔ یعنی عربی پڑھنے کی وجہ سے ان میں یہ بُرائیاں پیدا ہوگئیں ہیں۔ اور انگریزی پڑھنے والوں میں یہ خوبیاں انگریزی پڑھنے سے آگئی ہیں۔ میں نے کہا جناب بلند حوصلہ ہونا۔ مختتی ہونا وغیرہ یہ جتنی بھی خوبیاں ہیں بڑے بڑے خاندانوں میں ہوتی ہیں۔ جو بڑے خاندان کا ہوگا۔ اسمیں یہ خوبیاں ہونگی۔ چاہے وہ عربی پڑھے یا انگریزی۔ اور جو بڑے گھرانے کا نہ ہوگا اوسمیں یہ خوبیاں نہ ہونگی۔ اگرچہ وہ انگریزی انتہا تک پڑھ لے۔ بلکہ اکثر دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ گھٹیا خاندان کے آدمی اگر عربی پڑھ لیں تو تھوڑی بہت اونکی عادتیں درست ہوجاتی ہیں اور اگر وہ انگریزی پڑہیں تو بالکل ہی ستیاناس ہوجاتے۔ عربی اور انگریزی کے اثر کا اوسوقت پورا مقابلہ ہوسکتا ہے کہ ایک خاندان کے دو بچے لئے جائیں۔ جنکی طبیعت ایک سی ہو۔ پھر ایک کو انگریزی شروع کرائی جائے۔ اور دوسرے کو عربی اور دس برس کے بعد دونوں کا اندازہ کیا جاوے۔ پھر دیکھئے کس کے اندر زیادہ خوبیاں نکلتی ہیں اور جبکہ خوش قسمتی سے عربی پڑھنے کے لئے تو ہیں جولاہے تیلی۔ اور انگریزی کے لئے ہیں شریف لوگ۔ تو عربی کہانتک اپنا اثر کرے۔ اور کس حدتک اونکی کم ہمتی کو مٹائے۔ اور اگر شریفوں میں سے کوئی بچہ عربی کے لئے دیا بھی جاتا ہے تو ایسا جو بالکل ہی کودن ہو تو جب عربی پڑھنے کے لئے کودن ہی کودن چھانٹے جائینگے پھر ان سے بلند حوصلہ ہونیکی کیا امید ہوگی۔ اور میں نے اوسنے کہا کہ آپ میرے ساتھ چلئے تو میں آپ کو دکھلاؤں کہ عالم ایسے ہوتے ہیں۔ غرض ایسے عالموں سے ایک نقصان یہ پہونچ سکتا ہے اور میں تو یہ دعویٰ کرتا ہوں۔ کہ اگر گھٹیا خاندان کا آدمی بھی

(باقی آئندہ)

المصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ

(۳) جلد سوم

کتاب البیوع

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وجہ حلت بیع سلم

امابعد بعض اشخاص کا اعتراض ہے کہ بیع سلم خلاف قیاس ہے کیونکہ وہ معدوم اشیاء پر ہوتی ہے اور معدوم اشیاء کی بیع خلاف قیاس وعقل ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں لا تبع مالیس عندک یعنی اس چیز کی خرید و فروخت نہ کر جو موجود نہ ہو۔

الجواب واضح ہو کہ بیع سلم من وجہ موافق قیاس وعقل کے ہے کیونکہ بیع سلم میں بیان وصف ومعرفت قدر وجنس اور بائع کی طرف سے چیز کے ادا کرنیکا ذمہ مشروط ہی اور یہ بیع

اس معاوضہ کی طرح ہے جو اجارہ میں منافع پر ہو پس بیع سلم کا قیاس من کل الوجوہ معدوم شے پر کرنا کہ جنکے حاصل ہونے کا احوال معلوم نہ ہو درست نہیں ہے۔ البتہ صورۃً بیع معدوم کے مشابہ ہے لیکن معنےً بیع موجود کے مشابہ ہے۔ خداتعالےٰ نے عاقلوں کی فطرت میں اس امر کی تمیز رکھی ہے کہ وہ ان چیزوں میں فرق کرتے ہیں کہ جنکا انسان نہ مالک ہو سکتا ہو اور نہ اسکی مقدار تعین ہو اور درمیان ان اشیاء کے کہ جنکو بائع اداکرنیکا ذمہ لیتا ہے اور وہ عادۃً انکے اداکرنے پر قادر ہو یہ تو فرق اجمالی ہے باقی تفصیلی فرق وہ رائے پر نہیں رکہا گیا بلکہ اسمیں وحی کی ضرورت ہے پس اسکی جزئیات کے احکام نقل سے تلاش کیئے جاویں کہ کہاں یہ درست ہے مثلاً سلم بشرائط اور کہاں یہ درست نہیں مثلاً بیع ثمار قبل ظہور۔

جواز اجارہ کی حکمت

جو لوگ اجارہ کو خلاف قیاس کہتے ہیں انکا گمان ہے کہ اجارہ ایک معدوم چیز کی خرید ہے کیونکہ منافع عقد اجارہ کے وقت معدوم ہوتے ہیں لیکن جواب یہ ہے کہ شریعت نے محل منافع کے وجود کو بجائے وجود منافع کے قرار دیا ہے لوگوں کی ضرورت پر نظر کر کے پس وہ گو صورۃً معدوم ہیں مگر معنےً موجود ہیں جیسا ابھی ہم سلم میں لکھ چکے ہیں۔

خمر و مردار و خنزیر و بُت کی خرید و فروخت و اُجرت زنا و اُجرت کاہن حرام ہونے کی وجہ

اشیاء کی حرمت کا مدار چند امور پر ہوتا ہے ازانجملہ ایک یہ ہے کہ بعض اشیاء عادت کے اعتبار سے معصیت پر مشتمل ہوں یا لوگوں کو ان اشیاء سے جس قسم کا فائدہ و تمتع حاصل کرنا مقصود ہو وہ ایک قسم کی معصیت و گناہ ہو مثلاً خمر و بت و طنبور وغیرہ وجہ یہ ہے کہ ان چیزوں کی بیع کا طریق جاری کرنے اور انکے بنانے میں ان معاصی کا ظاہر کرنا اور لوگوں کو ان معاصی پر آمادہ کرنا اور رغبت دلانا اور نزدیک کرنا پایا جاتا ہے لہذا مصلحت الٰہی کا تقاضا ہوا کہ ان چیزوں کا

بیع وشرار کرنا اور انکا گھروں میں رکھنا حرام کیا جائے۔ کیونکہ اسمیں ان معاصی کو دُور کرنا اور لوگونکو اس بات کی طرف متوجہ کرنا ہے کہ وہ ان چیزوں سے پرہیز و اجتناب کریں اسیوجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان اللہ ورسولہ حرم بیع الخمر والمیتۃ والخنزیر والاصنام ترجمہ یعنی خدا تعالےٰ اور اسکے رسول نے شراب اور مردار اور خوک اور بتوںکا خرید و فروخت حرام کیا ہے اور پھر فرمایا ان اللہ اذا حرم شیئا حرم ثمنہ۔ یعنی خدا تعالےٰ جب جس چیز کو حرام کرتا ہے تو اسکی قیمت کو بھی حرام کرتا ہے یعنی جب ایک چیز سے نفع اٹھانے کا طریق مقرر ہے۔ مثلاً شراب صرف پینے کے لئے اور بت صرف پرستش کے لئے بنائے جاتے ہیں اور اسلئے خدا تعالیٰ نے اسکو حرام کیا ہے پس حکمت الٰہیہ کا مقتضا ہوا کہ انکی بیع کو بھی حرام کیا جاوے اور نیز آپ نے فرمایا مھر البغی خبیث یعنی اجرت زنا کی خبیث ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کاہن کی اجرت سے منع فرمایا اور مغنیہ کے کسب سے بھی نہی فرمائی وجہ یہ ہے کہ جس مال کے حاصل کرنے میں گناہ کی آمیزش ہوتی ہے اس مال سے بدو وجہ نفع حاصل کرنا حرام ہے ایک تو یہ کہ اس مال کے حرام کرنے اور اس سے انتفاع نہ حاصل کرنے میں معصیت سے باز رہنا ہے اور اس قسم کے معاملات کے دستور جاری کرنے میں فساد کا جاری کرنا اور لوگونکو اس گناہ پر آمادہ کرنا ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ لوگونکی سمجھ اور خیال میں فطری طور پر یہ بات سمائی ہوئی ہے کہ ثمن بیع سے پیدا ہوتا ہے تو ملاء اعلےٰ میں اس ثمن کے لئے ایک وجود تشبیہی ہوتا ہے پس اس بیع اور اس عمل کی خباثت ملاء اعلیٰ کے علم میں اس ثمن اور اس اجرت کے اندر سرایت کر جاتی ہے اور لوگوں کے نفوس میں بھی اس صورت عملیہ کا اثر ہوتا ہے۔ اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شراب کے بارہ میں اسکے نچوڑنے والے اور نچڑوانیوالے اور پینے والے اور لیجانیوالے اور جسکے پاس لیجاتا ہے سب پر لعنت کی ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ معصیت کی مدد کرنا اور اسکا پھیلانا اور لوگونکو اسکی طرف متوجہ کرنا بھی معصیت اور زمین میں فساد برپا کرنا ہے۔

اور ایک یہ وجہ ہے کہ نجاست کے ساتھ اختلاط کرنے میں مثلاً مردار و خون و گوبر اور پاخانہ وغیرہ کے ساتھ ملابست کرنے میں نہایت قباحت اور خدا تعالےٰ کی ناخوشی ہے اور اسکے سبب سے شیاطین کے ساتھ مشابہت پیدا ہوتی ہے گندگی اور خباثتوں سے اجتناب کرنا

۲

ان اصول میں داخل ہے جنکے قائم کرنے کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا گیا ہے اور جسکے سبب سے ملائکہ کے ساتھ مشابہت پیدا ہوتی ہے اور پاکیزہ لوگونکو خدا تعالےٰ پسند فرماتا ہے اور چونکہ کسیقدر مخالطت کے بغیر بھی چارہ نہیں ہے اسلئے کہ بالکل اس باب کے مسدود کرنے میں لوگوں پر نہایت دقت و دشواری ہوتی ہے لہذا اسی قدر ضروری ہوا کہ ان ناپاک چیزوں میں سے جسکی ضرورت شدید واقع ہوتی ہے جیسے کہاد اسکی بیع کی تو اجازت دیدی جاوے تاکہ لوگوں کا حرج نہ ہو اور باقی کو منع کر دیا جاوے کیونکہ اسمیں کسی کا حرج نہیں جیسے خمر وخنزیر کی بیع۔

کتاب الاکل والشرب

وجہ حرمت خنزیر

(۱) اس بات کا کس کو علم نہیں کہ یہ جانور اول درجہ کا نجاست خوار بے غیرت و دیوث ہے اب اسکے حرام ہونے کی وجہ ظاہر ہے کہ ایسے پلید اور بد جانور کے گوشت کا اثر بدن اور روح پر بھی پلید ہی ہوگا کیونکہ یہ بات ثابت شدہ اور مسلم ہے کہ غذاؤں کا اثر بھی انسان کی روح پر ضرور ہوتا ہے۔ پس اسمیں کیا شک ہے کہ ایسے بد کا اثر بھی بد ہی ہوگا جیساکہ یونانی طبیبوں نے اسلام سے پہلے بھی یہ رائے ظاہر کی ہے کہ اس جانور کا گوشت بالخاصہ حیا کی قوت کو کم کر دیتا ہے۔ اور دیوثی کو بڑھاتا ہے پس جبکہ یہ امر مسلم ہے کہ تغیر بدن و تغیر اخلاق کے اسباب میں سے زیادہ تر قوی سبب غذا ہے لہذا ایسے جانور کا گوشت کھانے سے شریعت اسلامیہ نے منع فرما دیا جسکی صفات دنیہ شیاطین کے ساتھ بالکل مشابہت رکھتی ہوں اور ملائکہ سے بعید ہونے کا سبب ہوں اور اخلاق صالحہ کے خلاف صفات کو پیدا کرتے ہوں۔

(۲) خنزیر یعنی خوک نجاست کی طرف بہت مائل ہے خصوصاً انسان کا فضلہ یعنی براز اسکی خوراک ہے۔ اسکا گوشت اسی نجاست سے پیدا ہوتا ہے۔ پس اسکا گوشت کہانا گویا اپنی نجاست کھانا ہے۔

(۳) صاحب مخزن الادویہ فساد گوشت خوک اور اسکی حرمت کے تیرہ وجوہ ذیل تحریر

کرتے ہوئے ظاہر فرماتے ہیں کہ اس جانور کا گوشت فطرت انسانی کے برخلاف ہے وہ لکھتے ہیں کہ

گوشت خوک مولد خلط غلیظ ست و مورث حرص شدید و صداع مزمن و داء الفیل و اوجاع المفاصل و فساد عقل و معدہ و زوال مروت و غیرت و حمیت و باعث فحش است و اکثرے از فرق غیر اسلامی آنرا می خورند و قبل از ظہور نور اسلام گوشت آنرا در بازارہا میفروختند و بعد ازان در مذہب اسلام حرام و بیع آن ممنوع و موقوف گردید بسیار کثیف و بدہیئت ست۔ نیز اسکا گوشت کھانے سے انسان پر فوراً سوداوی امراض حملہ آور ہوتے ہیں

جملہ درندوں اور شکاری پرندونکے حرام ہونے کی وجہ

سارے درندے جانور جنکی سرشت و فطرت میں پنجوں سے چھیلنا اور صولت سے زخم پہنچانا ہے اور جنہیں سخت دلی ہے سب حرام ٹھہرائے گئے ہیں یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھیڑیئے کے بارے میں فرمایا ہے اویا کلہ احد یعنی کیا بھیڑیئے کو بھی کوئی انسان کھاتا ہے یعنی اسکو کوئی نہیں کھاتا وجہ حرمت ظاہر ہے کہ ان جانوروں کے کھانے سے انسان میں درندگی پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ انکی طبیعت اعتدال سے خارج ہوتی ہے اور انکے دلوں میں رحم نہیں ہوتا اسیواسطے ہر شکاری پرندے کے کھانے سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے اور بعض جانوروں کو آپ نے فاسق سے تعبیر فرمایا انکے کھانے سے ان ہی جیسی خصلت کھانے والے میں بھی پیدا ہو جاتی ہیں عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حرم یوم خیبر کل ذی ناب من السباع۔ وعن جابرؓ حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم خیبر الحمر الانسیۃ ولحوم البغال وکل ذی ناب من السباع وذی مخلب من الطیر۔ ترجمہ یعنی حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ خیبر کے دن نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہر ایک ذی ناب درندے کو حرام فرمایا اور جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیبر کے دن اہلی گدھے اور خچروں کے گوشت اور ہر ایک ذی ناب کو یعنی درندے جانوروں اور پنجوں والے پرندوں کو حرام فرمایا شیر۔ بھیڑیا۔ ریچھ۔ گیدڑ

لومڑی۔ نیولا۔ باز۔ شاہین چیل۔ باشا وغیرہ سب حرام ہیں کیونکہ یہ سب ذی ناب اور درندے جانور ہیں۔

وجہ حرمت مردار و خون

(۱) مردار کا حرام ٹھہرانا عین حکمت الٰہی ہے کیونکہ جانور کے بدن کو پاک کرنے والا روح ہے۔ جب روح اس سے جُدا ہو جاوے تو اسکی عفونت کو دور کرنیوالا نہیں رہتا لہٰذا وہ عفونت اسکے سارے بدن کو فاسد کر دیتی ہے اور بہت بدمزہ اور بدبو اور بدتاثیر ہو جاتا ہے چنانچہ جو لوگ طفلی سے مردار خوار ہوتے ہیں انکی صورت و شکل و اخلاق ایسے قبیح ہوتے ہیں کہ گویا انکا مزاج ہی انسانیت سے خارج ہوتا ہے۔ رذالت طبع و قساوت قلبی انکی فطرت و جبلت ہو جاتی ہے

(۲) مردار کے اندر ایک خطرناک زہر ہوتا ہے جسکا نتیجہ انسان کے لئے اچھا نہیں ہوتا چنانچہ جتنی مردار خوار قومیں ہیں انکی زبان اور عقل موٹی اور بھدی ہوتی ہے۔

(۳) خون کے اندر اس قسم کا زہر ہوتا ہے جس سے اعصاب کو تشنج اور فالج اور استرخا ہو جاتا ہے۔

(۴) خون کا کھانا درندوں کے اخلاق کی طرف مائل کرتا ہے اور مزاج میں غصہ و سبکی پیدا کرتا ہے جیسے کہ چماروں اور مردار خواروں میں جو کہ خون کھانے کے معتاد ہیں یہ اخلاق ظاہر ہیں لہٰذا تقاضائے حکمت الٰہی سے یہ چیزیں حرام کی گئیں۔

(۵) خنزیر و مردار خون کی حرمت کی وجہ خدا تعالےٰ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ یہ گندی چیزیں ہیں انکے کھانے سے انسان کا ظاہر و باطن گندہ ہو جاتا ہے۔ اور ایسا ہی غیر اللہ کے نام پر کسی چیز کے ذبح کرنے اور اسکے کھانے کا حال ہے۔ کہ وہ سبب ہے فاسق ہونے کا چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ الا ان یکون میتۃ او دما مسفوحا او لحم خنزیر فانہ رجس او فسقا اھل لغیر اللہ بہ۔ ترجمہ۔ یعنی حلال نہیں ہے مردار اور خون جاری اور گوشت خوک کا کھانا کیونکہ یہ چیزیں گندی ہیں ان کے کھانے سے گندے اخلاق گندے اعمال ظاہر ہوتے ہیں اور ایسا ہی غیر اللہ کے نام پر ذبح کی ہوئی چیز کا کھانا بھی حلال نہیں ہے کیونکہ ایسے جانور کے

کھانیسے انسان فاسد و بدکار بنجاتا ہے۔

الغرض مردار کا کھانا اسلئے شریعت مین منع ہے کہ مردار کھانے والے کو بھی اپنے رنگ میں لاتا ہے اور نیز ظاہر ہے کہ صحت کے لئے بھی مضر ہے اور جن جانوروں کا خون اندر ہی اندر رہتا ہے جیسے گلا گھونٹا ہوا یا لاٹھی سے مارا ہوا یہ تمام جانور درحقیقت مردار کے حکم میں ہی ہیں۔ کیا مردہ کا خون اندر رہنے سے اپنی حالت پر رہ سکتا ہے نہیں بلکہ بوجہ مرطوب ہونے کے بہت جلد گندہ ہو گا اور اپنی عفونت سے تمام گوشت کو خراب کریگا۔ اور نیز خون کے کیڑے جو حال کی تحقیقات سے بھی ثابت ہوئے ہیں مرکر ایک زہرناک عفونت بدن میں پھیلاوینگے اسی لئے تمام ملل میں مردا جانور حرام ہیں ملل حقہ کا تو اسبات پر اسلئے اتفاق ہوا کہ حظیرۃ القدس سے ان ملت والونکو اس بات کی تفہیم و تلقی ہوئی کہ یہ چیزیں خبیث ہیں اور مذاہب باطلہ کا اسواسطے اتفاق ہے کہ انکے علم میں اکثر مردار چیزوں میں زہریلا اثر ہوتا ہے۔ مردار جانور کے بدن میں مرتے وقت اخلاط سمیہ پھیل جاتے ہیں جنکو انسانی مزاج سے منافات ہوتی ہے پھر اسبات کی ضرورت ہوئی کہ مردار جانور کو غیر مردار سے جدا کیا جاوے اسکا انضباط احکام شرعیہ کی تفصیل سے کیا گیا جنکی وجہ معقول غور کرنے سے سمجھ میں بھی آسکتی ہے۔ چنانچہ بعض امور غیر ظاہرہ کی وجہ آگے آتی بھی ہے۔ ان شرطوں یا ین حرمت میں مذبوحہ غیر اہل کتاب لخ بوقت ذبح جانور پر الخ غیر اللہ کے نام ذبح کئے ہوئے الخ۔

(تنبیہ) میتہ دم لحم الخنزیر ما اھل بہ لغیر اللہ کے آثار میں یہ تفاوت ہے کہ مردار کا اثر بدجسم پر اور خون کا اثر بدروح پر اور گوشت خوک کا اثر بداخلاق و عادات پر اور مذبوح باسم غیر اللہ کا اثر بداعتقادات پر پڑتا ہے۔

کوّے کے بعض اقسام چیل، سانپ، بچھو، چوہے کی وجہ حرمت

ان حیوانات کی طبیعت میں آدمیوں کو ایذا دینا اور تکلیف پہنچانا اور ان سے کسی چیز کا اچک لینا ہے اور یہ انپر لوٹ کرنے کی غرض سے فرصت کے منتظر رہتے ہیں اور ان میں شیطانی الہام کے قبول کرنیکا مادہ ہے اسلئے وہ سب حرام ہیں اور احادیث نبویہ میں انکی تفصیل آئی ہے چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بالفاظ ذیل

روایت فرمائی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خمس فواسق یقتلن فی الحرم الفار تو والعقرب والغراب والحدیا والکلب العقور رواہ الترمذی ترجمہ۔ یعنی پانچ جانور جوکہ فاسق ہیں ان کو حرم میں بھی قتل کیا جاوے۔ چوہا۔ بچھو۔ کوا۔ چیل۔ دیوانہ کتا۔ چونکہ حرم کے جانوروں کے مارنے اور شکار کرنے میں نہی تھی لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان جانورونکو انکی شدت سرکشی وعصیان کے باعث حرم میں بھی مار ڈالنے کا حکم فرمایا کیونکہ باغی وسرکش کو حرم میں بھی امن نہیں مل سکتا پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان جانورونکو فاسق فرماکر انکی حرمت کی وجہ بیان فرمائی ہے یعنی جو کوئی ان جانورونکو کھائیگا وہیں فسق کے اوصاف پیدا ہوجائینگے۔ دوسرا ان جانورونکو فاسق کہنے میں اس امر کی طرف اِیما فرمایا۔ کہ ان جانورونکو جبقدر کوئی پالتو بنائے اور اونکی پرورش کرے اسکو بالآخر ضرر دینگے اور حق وعہد تربیت کو توڑدینگے۔ اور اس امر کی وجہ کہ آپ نے کیوں ان جانوروں کو حرام نہ کہا اور فاسق فرمایا یہ ہے کہ اگر آپ یہ فرمادیتے کہ یہ جانور حرام ہیں توپھر انکی وجہ حرمت کے لئے جسکا آپ کو بیان کرنا مطلوب تھا دوبارہ کلام دوہرانا پڑتا لہذا ایک ہی بار میں حرمت اور وجہ حرمت بیان فرمادی اوریہی جوامع الکلم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت ہے۔ اب ان جانوروں کی وجہ حرمت ظاہر ہے کہ جو کوئی انکا گوشت کھاوے وہ ان ہی کے وصف کے ساتھ متصف ہوجاوے اور ان جانوروں کے اوصاف کا مذموم ہونا ظاہر ہے مگر اس سے ہر کو امراد نہیں۔ فقہ میں اسکی تفصیل لکھی ہے۔

وجہ حرمت حشرات الارض ہزار پا وغیرہ

وہ حیوانات جنکی سرشت وفطرت میں ذلت اور گڑھوں میں چھپا رہنا پایا جاتا ہے مثلاً چوہا اور دیگر حشرات الارض وغیرہ جو اس قسم کے جانور ہیں وہ سب حرام ہیں اور انکی وجہ حرمت یہ ہے کہ انکے کھانیوالا انہی جانوروں کے اوصاف اور خصلتیں قبول کرتا ہے دوسری وجہ حرمت ان جانوروں کی یہ ہے کہ تمام حشرات الارض میں سمی مادہ ہوتا ہے انکے کھانے سے انسان ہلاک ہوجاتا ہے۔

(باقی آئندہ)

بازگشتند آن عوانان جمگان — تا بجویند آن پسر را آن زمان

باز وحی آمد که در آبش فگن — روی در اُمید دار و مو مکن

در فگن در نیلش و کن اعتمید — من ترا با او رسانم روسفید

مادرش انداخت اندر رود نیل — کار را بگذاشت با نعم الوکیل

این سخن پایان ندارد مکر هاش — جمله می پیچید اندر روست و پاش

صد هزاران طفل می گشت از برون — موسی اندر صدر خانه در درون ۹۷

از جنون می کشت هر جا بد جنین — از حیل آن کور چشم دوربین

اژدها بد مکر فرعون عنود — مکر شاهان جهان را خورده بود

لیک ازان فرعون تر آمد پدید — هم ورا هم مکر او را درکشید

اژدها بود و عصا شد اژدها — این بخورد آن را بتوفیق اله

دست شد بالای دست این تا کجا — تا به یزدان که الیه المنتهی

کان یکے دریاست بے غور و کران	جملہ دریاہا چو سیلے پیش آن
حیلہ ہا و چارہا گر اژدہاست	پیش الا اللہ آنجا جملہ لاست
چون رسید انجا بیانم سر نہاد	محو شد و اللہ اعلم بالرشاد

جبکہ زن عمران کے بچہ پیدا ہوا تو وہ نہایت احتیاط کے ساتھ اس فتنہ سے الگ رہیں ایک چال تو یہ کتا فرعون عورتوں کے ساتھ کرچکا تھا اب دیکھو دوسری چال کیا کی وہ یہ کی کہ دائیونکو گھروںمین جاسوسی کے لئے بھیجا کہ جاکر دیکھو کسکے یہاں نیا بچہ پیدا ہوا ہے یا عنقریب پیدا ہونیوالا ہے یا کوئی ایسا بچہ ہے جو پیدا ہو چکا ہو اور میدان مین نہ لایا گیا ہو اونہون نے تلاش کیا اور تفتیش کی تو لوگوں نے کسی دائی کو بتلایا کہ یہان ایک لڑکا ہے کہ میدان مین نہیں لیجایا گیا کیونکہ اوسکے گھروالوں کو شبہ ہوگیا تھا کہ اسمین کوئی چال ہے اور اس گلی میں ایک خوبصورت عورت ہے اوسکے پاس بچہ ہے مگر وہ بڑی چالاک ہے ذرا ہوشیاری سے تلاشی لینی چاہیئے اوسنے جاکر پولیس میں اطلاع کی تو اہلکاران خانہ تلاشی کے لئے روانہ ہوئے جب وہ تلاشی کے لئے پہونچے ہیں تو بحکم خداوندی موسیٰ علیہ السلام کی ماں نے اونکو تنور میں ڈالدیا اونکو حکم ہوا تھا کہ یہ بچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد مین سے ہے اسکو تم فوراً تنور میں ڈالدو ہم اوسکو بحفاظت یا نار کونی بردا۔ آگ اور دہوئیں کی تکلیف سے محفوظ رکہیں گے اور آگ اسپر تیز گرم نہ ہوگی یہ حکم الہامی سُنکر اونہوں نے اونکو جلتی ہوئی آگ میں ڈالدیا۔ اور موسیٰ علیہ السلام کے جسم پر آگ سے کچھہ بھی صدمہ نہ پہونچا پس جبکہ پولیس والون نے تلاشی لی تو معلوم ہوا کہ گھر میں کوئی لڑکا نہیں ہے اسپر پولیس والے ناکام واپس ہوگئے اوسکے بعد جن لوگونکو لڑکے کے ہونے کی اطلاع تھی اونہوں نے دوبارہ مخبری کی اور پولیس کے ذریعہ سے فرعون کے یہان پرچہ گذرا یہ سب کیوں کیا محض چند دانگ انعام کے لئے افسوس صد افسوس جب فرعون کے یہاں سے دوبارہ تلاشی کا حکم ہوا تو انھون نے پولیس سے

۹۸

کہا کہ تم اس طرف جاؤ اور مکانات مین خوب غور سے دیکھو اس مکان مین یقیناً لڑکا ہے وہ وہاں
لڑکے کو تلاش کرنے کے لیے آئے اوسوقت پھر الہام ہوا کہ اسکو دریا میں ڈالدو اور پریشان نہ ہونا
بلکہ بہبودی کی اُمید رکہنا اسکو دریائے نیل میں ڈالدو اور ہم پر بھروسہ رکھو ہم تم کو موسے تک
پہنچا دینگے اور وہ تم کو خوش و خرم ملیں گے اس الہام کی بنا پر اونھوں نے موسیٰ کو تابوت میں
بند کرکے دریائے نیل میں ڈالدیا اور معاملہ مہتر کارساز کے سُپرد کیا خیر یہ گفتگو تو ختم ہی نہ ہوگی اب
تم اجمالاً اتنا سُن لو کہ فرعون کے پوری پوری میں مکر تھے اور اوسنے لاکھوں بچے بار بار ڈلے
لیکن موسےٰ علیہ السلام خود اوسکے گھر میں پراج رہے تھے اور تقدیر الٰہی کے سامنے اسکا
کوئی پیچ نہ چل سکتا تھا جہاں کہین بچہ ملا اوسنے دیوانہ پن سے فوراً مار ڈالا یہ اس بظاہر دور بین
اور فی الحقیقت اندہے کی جہالت تھی کہ تقدیر الٰہی کی مزاحمت کرتا تھا نیز فرعون کا مکر ایک اژدہا
تھا جس نے دُنیا بھر کے بادشاہوں کے مکر و نکو نگل کر اونکو مغلوب کر لیا تھا لیکن اب ایک اسکا بھی
چچا پیدا ہوگیا جو خود اسکو بھی اور اسکے مکر کو بھی دونو نکو نگل گیا یعنی وہ تو اژدہا تھا ہی اب عصائے
موسےٰ اژدہا ہوگیا اور یہ اژدہا بتوفیق الٰہی اس اژدہے کو کھا گیا بات یہ ہے کہ عالم میں ایک سے
ایک زبردست ہے اور یہ سلسلہ خدا پر جا کر ختم ہو جاتا ہے کہ وہ سب سے زبردست ہے، اوس سے
زبردست کوئی نہیں کیونکہ وہ ایک نا محدود سمندر ہے جسکی نہ کہیں تھاہ ہے نہ کنارہ اور باقی دریا
اوسکے سامنے سیل سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے۔ تدابیر ضرور اژدہا ہیں لیکن ہستی حق سُبحانہ کے
سامنے سب لاشئے محض ہیں میرا بیان یہاں تک پہونچکر ختم ہوگیا اور قدرت حق سُبحانہ میں محو
ہوگیا اب آگے بیان کرنے کی قدرت نہیں ہے اس بیان کو یہ کہکر ختم کرتا ہوں کہ حق سُبحانہ
ہی راستہ سے خوب واقف ہیں وہ ہر کام کو ٹھیک ٹھیک کرتے ہیں نہ اونکے کسی فعل کی کوئی
مزاحمت کرنیوالا ہے اور نہ اونکے کسی کام میں دُنیاوی تدبیروں کی طرح کوئی بے ڈھنگا پن ہے۔

شرح شبیری

موسیٰ علیہ السلام کا پیدا ہو جانا اور سپاہیونکا عمران کے گھر میں

خبر سنکر خانہ تلاشی کیلیئے آنا اور والدۂ موسیٰ علیہ السّلام کو الہام حق ہونا کہ موسیٰ علیہ السّلام کو آگ میں ڈالدو اسلیئے کہ میں اونکی حفاظت کروں گا

چون زن عمران کہ موسیٰ زادہ بود   دامن اندر چید زان آشوب زود

یعنی چونکہ زن عمران نے موسےٰ علیہ السّلام کو جنا تھا تو اونھوں نے اس آشوب سے جلدی سے دامن چنا یعنی اونھوں نے چاہا کہ کہیں چھپ جائیں اسلئے کہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ اونکو معلوم تہا کہ وہ لڑکا وہی ہوگا جو کہ مجھسے پیدا ہوگا لہذا اونکو فکر ہوئی کہ کیسکو خبر نہ ہوجاوے ورنہ غضب ہی ہوجاویگا۔

100

بعد ازان وستان کہ آن سگ با زنان   کرد دیگر بین چہ آورد آن زمان

یعنی بعد اوس مکر کے جو اوس کتے نے عورتوں کے ساتھ کیا یہ دیکہو کہ اوسیوقت دوسری کیا بات کی یعنی صرف اسی پر اکتفا نہ کی کہ سب کو جمع کر کے بچونکو مار ڈالا بلکہ اوس سور نے آگے بھی اور مکر کیا مگر کیا ہوتا ہے جسکو خدا بچاوے اوسکو کون ہاتھ لگا سکتا ہے اوسکو جو تدابیر سوجھتی تھیں یہ بھی اسلئے تھیں کہ جسقدر زیادہ اوسنے تدابیر کیں اوسیقدر قدرت حق ظاہر ہوئی کہ دیکھہ تو نے یہ یہ کیا مگر خبیث پھر تیرے ہی ہاتھوں اونکو پرورش کرایا تیرے ہی گھر میں رکھا ڈوب مر خبیث نالایق سچ یہ ہے کہ خدا کے آگے وہ کیا چل سکتا تھا ہار گیا آگے اوس دوسرے مکر کو بیان فرماتے ہیں۔

آن زنان قابلہ در خانہا   بہر جاسوسی فرستاد آن دغا

یعنی دائیونکو جاسوسی کے لیئے اوس دغا باز نے گہروں میں بہیجا کہ جا کر دیکہیں کہ شاید کوئی عورت

نہ آئی ہو اور بچے کو چھپا رکھا ہو لہذا خبیث نے عورتوں سے جاسوسی کرائی)

غمز کردندش کہ اینجا کودکیست نامد او میدان کہ در وہم وشکیست

یعنی اون (خبیثنیوں) نے شکایت کی کہ یہاں ایک بچہ ہے کہ وہ میدان میں نہیں آیا اس لئے کہ (اوسکی ماں) وہم وشک میں ہے یعنی وہ خوف کے مارے گئی نہیں اور اوسکے پاس بچہ ہے۔

اندرین کوچہ یکے زیبا زنے ست کودکے دارد ولیکن پرفنے ست

یعنی اس کوچہ میں ایک حسین عورت ہے کہ وہ ایک بچہ رکھتی ہے مگر ہے بڑی چالاک (کسیکو دینے والی ہے نہیں) پس یہ سنتے ہی اوسنے سپاہیونکو تلاشی کا حکم دیدیا اب قدرت دیکھیئے کہ۔

چون عوانان آمدند او طفل را در تنور انداخت از امر خدا

۱۰۱ یعنی جبکہ سپاہی آئے تو اُنھوں نے (والدۂ موسیٰ علیہ السلام نے) بچہ کو حکم خداوندی سے تنور میں ڈالدیا۔

وحی آمد سوئے زن از داد گر کہ ز نسل آن خلیل است این پسر

یعنی حق تعالےٰ کیطرف سے عورت کو الہام ہوا کہ یہ لڑکا اون خلیل اللہ کی نسل سے ہے (لہذا)

در تنور انداز موسےٰ را تو زود تا نگہدارمیش اندر نار و دود

یعنی موسےٰ کو جلدی سے تنور میں ڈالدو۔ تاکہ اوس آگ اور دہویں میں ہم اوسکی حفاظت کریں۔

عصمت یا نار کونی بارداً لاتکون النار حرا شاردا

یعنی یا نار کونی برداً کی عصمت کیوجہ سے یہ آگ گرم اور تیز نہ ہوگی۔

زن بوحی انداخت او را در شرر بر تن موسےٰ نکرد آتش اثر

یعنی عورت نے الہام کی وجہ سے اونکو شعلوں میں ڈالدیا تو موسیٰ علیہ السلام کے بدن پر آگ نے اثر نہ کیا اللہ اکبر کیا قدرت ہے پھر والدہ موسیٰ علیہ السلام کے قلب میں کسقدر مضبوطی عطا فرمائی کہ اونکو الہام کے صحیح ہونے کا اسقدر یقین تھا کہ جانب مخالف کا احتمال ضعیف بھی نہ ہوا اللہ اکبر تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا۔ اے اللہ ہم کو بھی ایسا ہی توکل عطا فرما آمین یا رب العالمین) جب وہ تنور میں ڈال چکیں اوسکے بعد یہ ہوا کہ۔

پس عوانان خانہ را جستند زود ہیچ طفلے اندران خانہ نبود

یعنی پھر سپاہیوں نے گھر کی جلدی سے تلاشی لی تو اوس گھر میں کوئی بچہ نہ تہا (اور تنور میں ہونیکا کسیکو احتمال بھی نہ تہا اور اگر ہوتا تو سمجھتے کہ اچھا ہے جو چاہتے تھے کہ نابید ہو جاوے۔ وہ مقصود حاصل ہوگیا۔ لہذا یہ ہوا کہ)

۱۰۲ **پس عوانان بے مراد آنسو شدند باز غمازان کزان واقف بدند**

یعنی پس سپاہی بے مراد اوسطرف کو چلے گئے اور پھر تو چغلخوروں نے جو کہ اوس سے واقف تھے۔

با عوانان ماجرا بر داشتند پیش فرعون از برائے دانگ چند

یعنی سپاہیوں سے اس قصہ کو فرعون کے سامنے چند دانگوں کے لئے اُٹھایا مطلب یہ کہ جب سپاہیوں کو وہاں کچھ نہ ملا تو وہ تو نامراد ہو کر واپس ہو گئے مگر جن لوگونکو کہ یہ قصہ معلوم تھا انھوں نے پھر بچہ کو دیکھا اسلئے کہ بعد جانے سپاہیوں کے والدہ موسیٰ علیہ السلام نے اونکو نکال لیا تہا تو فرعون کے پاس پھر خبر پہونچائی کہ وہ بچہ موجود ہے اور یہ خبر اسلئے پہونچائی تاکہ کچھ ملجاوے معلوم ہوتا ہے کہ فرعون نے اس خبر رسائی کیلئے کچھ انعام مقرر کیا ہوگا جب پھر خبر پہونچی تو فرعون نے کہا کہ۔

کاے عوانان باز گردید آنطرف نیک نیکو بنگرید اندر غرف

یعنی کہ اے سپاہیوں پھر وہاں جاؤ اور خوب اچھی طرح کہڑکیوں وغیرہ مین دیکھنا۔

باز گشتند آن عوانان جملگان تا کہ موسیٰ را بجویند آن زمان

یعنی وہ سپاہی پھر سارے کے سارے اسطرف کو روانہ ہوگئے تاکہ موسیٰ علیہ السلام کو اسیوقت تلاش کریں (مگر وہ کب ملنے والے تھے اونکا محافظ تو حق تعالےٰ تھا)

والدۂ موسیٰ علیہ السّلام کو پھر الہام ہونا کہ انکو پانی میں ڈالدو

باز وحی آمد کہ در آبش فگن روئے در اُمید دار و مو مکن

یعنی پھر الہام ہوا کہ انکو پانی میں ڈالدو اور توجہ الیہ میں رکھو اور بال مت اکھاڑو مطلب یہ کہ حق تعالیٰ سے اُمید رحمت رکھو گھبراؤ مت۔

۱۰۲۳

در فگن در نیلش و کن اعتمید من ورا با تو رسانم رو سفید

یعنی ارشاد ہوا کہ انکو دریائے نیل میں ڈالدو اور (ہم پر) بہروسہ کرو میں انکو تمہارے پاس روسفید پہنچا دونگا یعنی صحیح سالم تم تک پہونچ جاوینگے بس اس الہام کے ہوتے ہی۔

مادرش انداخت اندر رود نیل کار را بگذاشت با نعم الوکیل

یعنی اونکی والدۂ ماجدہ نے انکو دریائے نیل میں ڈالکر کام کو نعم الوکیل پر چھوڑ دیا یعنی توکل کرکے حق تعالےٰ کے سُپرد کردیا اللہ اکبر یہ دیکھنے کی بات ہے کہ ایک عورت کو اپنے بچے کی نسبت اسطرح یقین ہوجاوے اور احتمال جانب مخالف کا نہو آخر کوئی بتادے کہ یہ کونسی قوت ہے ایسے کیا یہ قوت مادہ کی ہے یا کسی کی بس یہ قوت اوس وحدہ لاشریک کی عنایت کردہ ہی ہے اور کسیکو یہ قدرت اور یہ طاقت نہیں ہے۔ تعالیٰ اللہ عن ذلک علوا کبیرا۔ آگے مولانا فرماتے ہیں کہ۔

این سخن پایان ندارد فکر باش جملہ می پیچید ہم در ساق و پاش

یعنی یہ گفتگو تو کہیں انتہا نہیں رکھتی اور اس فرعون کی فکر اوسکی پنڈلی اور پاؤں میں لپٹ رہی تھی مطلب یہ کہ قدرت حق کے بیان کی تو کہیں انتہا نہیں ہے اب یہ بتاتے ہیں کہ اوس نے جو تدابیر کیں۔ کہ موسے علیہ السلام ظاہر نہ ہوں اوسیقدر اسکو پیچیدگیاں پیش آئیں اوسکی احتیاط اور علم کی یہ حالت تھی۔

صد ہزاران طفل می کشت از برون　　خصم اندر صدر خانہ در درون

یعنی وہ باہر سے لاکھوں بچوں کو قتل کر رہا تھا اور دشمن صدر خانہ کے اندر موجود تھے۔

از جنون می کشت ہر جا بد جنین　　از حیل آن کور چشم دور بین

یعنی جنون کی وجہ سے جہان کہیں جنین ہوتا اوسکو وہ اندھا دور بین حیلہ کی وجہ سے قتل کرا دیتا تھا۔ مطلب یہ کہ وہ جو کہ ظاہر میں تو بڑا عاقل اور دور بین تھا مگر حقیقت سے اندھا تھا تمام نوزائیدہ بچوں کو قتل کیا کرتا تھا نعوذ باللہ منہ نعوذ باللہ منہ۔

۱۰۴

اژدہا بد مکر فرعون عنود　　مکر شاہان جہان را خوردہ بود

یعنی فرعون کا مکر ایک اژدہا تھا کہ تمام شاہان عالم کی مکروں کو کھا گیا تھا یعنی سب پر غالب آکر ملکوں کو فتح کر چکا تھا اسقدر عاقل تھا۔

لیک زو فرعون ترے آمد پدید　　ہم ورا ہم مکر او را در کشید

یعنی لیکن ایک اس سے زیادہ فرعون ظاہر ہوئے کہ اسکو اور اسکے مکروں سب کو کھینچ دیا یعنی اوس سے زیادہ موسے علیہ السلام پیدا ہوئے کہ وہ سب کو مغلوب کیا کرتا تھا اور انھوں نے اسکو مغلوب کر دیا۔

اژدہا بود و عصا شد اژدہا　　این بخورد آن را بتوفیق خدا

یعنی وہ اژدہا تھا اور عصا جو اژدہا ہوا تو وہ (عصا) توفیق حق سے اس فرعون کو کھا گیا مطلب یہ کہ

(باقی آئندہ)

ف اس کا یہ مطلب نہیں کہ اعتدال کا قصد ہی نہ کرو بلکہ بعد قصد اعتدال کے اگر ناکامی ہو تو اوس کے قرب ہی کو نعمت سمجھو اور کوتاہی سے استغفار کرتے رہو ۱۲

روایت کیا اس کو بخاری نے حدیث ابی ہریرہ سے۔

فائدة

متعلقة بالاحاديث الاربعة الا حاديث دالة على اختيار ال يسر و حكمته ال قتراب من رحمة الله ومشاهدة نعمته وتوفيق المداومة

فائدہ متعلقہ باحادیث چہارگانہ یہ سب حدیثیں اسپر دال ہیں کہ عمل میں سہل کو اختیار کرے (مطلق مشقت کی نفی مراد نہیں بلکہ وہ مشقت جو قابل برداشت نہو) اور حکمت اس (اختیار یسر) میں چند ہیں نمبر ۱ خدا تعالےٰ کی رحمت سے قریب ہونا (کیونکہ اصل منشا یسر کا رحمت ہے اور جہاں صورۃً عسر مشروع ہے معنےً وہ بھی یسر ہے) نمبر ۲ خدا تعالیٰ کی نعمت (تیسیر) کا مشاہدہ نمبر ۳ دوام کی توفیق ہونا (جو کہ عمل شاق میں کم متوقع ہے)

۴۹

(نوٹ) چھ حدیثیں اخیر کی احیاء میں اون سے پہلی تین حدیثوں پر مقدم ہیں مسودہ کے صفحات کے تشابہ سے کاپی میں بے ترتیب نقل ہو گئیں مگر مضمون مختل نہیں ہوا ۱۲۔ اشرف علی

تم ربع العبادات ويتلوه ربع العادات

یہاں احیاء العلوم کا ربع عبادات تمام ہوا آگے ربع عادات آتا ہے

کتاب آداب الاکل من ربع العادات

الحدیث یقول اللہ للعبد یوم
القیامۃ یا ابن آدم جعت فلم تطعمنی
الحدیث من حدیث ابی ہریرۃ بلفظ
استطعمتک فلم تطعمنی
ف فیہ جواب عن النکیر
علی کلام القوم الوارد فیہ
امثال ہذہ التجوزات

ترجیح الکلام الحقیقی
علی کلام مجازی

الحدیث ما خیر رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم بین شیئین الا اختار
ایسرہما متفق علیہ من حدیث
عائشۃ رضی وزاد ما لم یکن اثما لم
یذکرہا م فی بعض طرقہ ف فیہ ما
علیہ المحققون من عدم الہجوم علی
المشاق من غیر ضرورۃ فان
الشیئین ہما طریقان یستویان
فی الایصال الی المقصود
والمشقۃ فی غیر المقصود مما
لا فائدۃ فیہ وکرر النظر
فی الفائدۃ المتعلقۃ بالاحادیث

۵۰

اختیار الشق الایسر
الاختیار جانب سہل

ربع عادات میں سے کتاب الاکل

حدیث اللہ تعالی بندہ سے قیامت کے روز
فرماویں گے اے ابن آدم میں بھوکا ہوا تو نے مجکو
کھانا نہیں دیا۔ اس حدیث کو مسلم نے ان الفاظ سے
روایت کیا ہے کہ میں نے تجھسے کھانا مانگا تو نے
مجکو کھانا نہیں دیا۔ ف اس حدیث میں
جواب ہے اوس اعتراض کا جو صوفیہ کے اوس کلام
پر کیا جاتا ہے جسمیں اس قسم کے مجازات وارد ہیں

حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب
کبھی دو چیزوں کے درمیان اختیار دیا گیا آپنے
سہل چیز کو اختیار فرمایا روایت کیا اسکو بخاری
ومسلم نے حضرت عائشہ کی حدیث سے اور اوسمیں یہ
زیادت بھی ہے کہ بشرطیکہ وہ سہل چیز گناہ نہو اور
اس زیادت کو مسلم نے بعض طرق میں ذکر نہیں کیا
ف اسمیں وہ معمول مذکور ہے جسپر محققین قایم ہیں
یعنے بلا ضرورت مشقتوں میں پڑنا کیونکہ یہ دو چیزیں
وہ دو طریق ہیں جو مقصود تک پہونچانے میں برابر
ہیں (اور طریق غیر مقصود ہے) اور غیر مقصود میں مشقت
کرنا کچھ بھی مفید نہیں اور اوس فائدہ کو مکرر دیکھ
لو جو باب سابق کے ختم کے قریب چار حدیثوں کے

الاربعة التی مرت قریبا من اخر الباب السابق

الحدیث ومن حدیث ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن طعام المتبارئین ف فیہ من ذم الریاء والتفاخر مالاخفاء فیہ

متعلق گذرا ہے (اوسمیں بھی اسکے متعلق مضمون ہے) حدیث ابوداؤد نے ابن عباسؓ کی حدیث سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اون دو شخصوں کے طعام (کے قبول کرنے) سے منع فرمایا ہے جو ایک دوسرے سے بڑھنا چاہتے ہوں ف اسمیں ریا و تفاخر کی جو مذمت ہے، ظاہر ہے

کتاب آداب النکاح

الحدیث انہ تعالی یقول ما ترددت فی شیء کترددی فی قبض عبدی المسلم یکرہ الموت وانا اکرہ مساءتہ ولا بد لہ منہ خ من حدیث ابی ھریرۃ انفرد بہ خالد بن مخلد القطوانی وھو متکلم فیہ ف فیہ مثل ما فی الحدیث الاول من کتاب آداب الاکل

حدیث حق تعالی فرماتے ہیں مجھکو کسی چیز میں ایسا تردد نہیں ہوتا جیسا اپنے مسلمان بندہ کی روح قبض کرنے میں تردد ہوتا ہے (کیونکہ) اوسکو موت ناگوار ہے (سو اس کا مقتضا تو یہ ہے کہ اسکو موت نہ دوں) اور (بہت سی حکمتوں سے) موت بھی اوسکے لئے ضروری ہے (اس کا مقتضا یہ ہے کہ اوسکو موت دوں یہ سبب ہوجاتا ہے تردد کا) اسکو بخاری نے ابو ہریرہؓ کی حدیث سے روایت کیا (اور) اس (کی روایت) میں خالد بن مخلد قطوانی منفرد ہے اور اوسمیں کلام کیا گیا ہے ف اس سے بھی وہی امر مستفاد ہوتا ہے جو اس کتاب آداب الاکل کی سب سے پہلی حدیث میں ہے (کیونکہ توقف کو تردد سے تعبیر فرمایا گیا)

الحدیث لکل عامل شرة ولکل شرة فترة فمن کانت فترته الی سنتی فقد اهتدی احمد والطبرانی من حدیث عبد الله بن عمرو وللترمذی نحو هذا من حدیث ابی هریرة وقال حسن صحیح **ف** فیه عدم دوام الاحوال النفسانیة وکون اصل المقصود العمل بالسنة دون الکیفیات والاحوال وبه صرح

حدیث ہر عمل کرنے والے کو (ابتدا میں) ایک جوش ہوتا ہے اور ہر جوش کو (اخیر میں) سکون ہو جاتا ہے سو جسکا سکون میری سنت پر منتہی ہو۔ وہ ہدایت پر رہا روایت کیا اسکو احمد اور طبرانی نے عبد اللہ بن عمرو کی حدیث سے اور ترمذی کے نزدیک بھی اسکے قریب قریب ہے ابو ہریرہ کی حدیث سے اور ترمذی نے اسکو حسن صحیح کہا ہے

ف اسمیں اسپر دلالت ہے کہ (ایسے) احوال (جوش و خروش جو) نفسانی (ہیں) ہمیشہ نہیں رہا کرتے اور اصل مقصود عمل بالسنۃ ہے نہ کہ (ایسے) کیفیات و احوال اور اہل طریق نے اسکی تصریح فرمائی ہے۔

کون الاحوال غیر مقصود — غیر مقصود بودن احوال ۵۲

الحدیث اذا کثرت ذنوب العبد ابتلاه بهم لیکفرها احمد من حدیث عائشة الا انه قال بالحزن فیه لیث بن سلیم مختلف فیه **ف** فیه ما صرح به اهل الطریق من منافع الحزن وهو من المجاهدات الاضطراریة

حدیث جب بندہ کے گناہ کثرت سے ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالی اوسکو کسی فکر میں مبتلا کر دیتے ہیں تاکہ اون گناہوں کا کفارہ کر دیں روایت کیا اسکو احمد نے حضرت عائشہ کی حدیث سے مگر اسمیں (ہم کی جگہ) بالحزن ہے (یعنی غم میں مبتلا کر دیتے ہیں) اسمیں لیث بن ابی سلیم ہے جو مختلف فیہ ہے **ف** اسمیں وہ مضمون ہے جسکی اہل طریق تصریح کرتے ہیں یعنے حزن کے منافع اور یہ مجاہدات ضطراریہ سے ہے۔

النفع المجاہدۃ الاضطراریۃ — نافع بودن مجاہدہ اضطراریہ

(باقی آیندہ)

اسلیئے مناسب نہیں ہے کہ آپ دربار میں نہ شریک ہوں۔ انھوں نے فرمایا کہ یہ صحیح ہے مگر میں یہ ہرگز نہ کرونگا کہ اپنے نفس کے لیئے خدا کے دربار کو چھوڑ کر دنیا کے دربار میں شریک ہوں القصہ انھوں نے کسیطرح ترک جمعہ منظور نہیں کیا اور چٹھی لکھدی کہ آج جمعہ ہے اور مجھے نماز جمعہ میں شریک ہونا ہے اس لیئے مین حاضری دربار سے معذور رہوں اوس چٹھی کا جواب آیا کہ اگر ہمیں پہلے سے خیال ہوتا تو ہم جمعہ کو دربار نہ کھولتے مگر اب اعلان ہو چکا ہے اسلیئے دربار تو نہیں موقوف ہوسکتا آپ نماز جمعہ پڑہیں آپ کے لیئے دربار خاص منعقد کیا جاویگا۔ یہ مضمون بیان فرما کر خانصاحب نے فرمایا کہ تم جانتے ہو وزیرالدولہ کی یہ حالت کیوں تھی اسکا سبب محض یہ تھا کہ اونے خاندان شاہ عبدالعزیز صاحب کی خاک چاٹی تھی۔ خانصاحب نے فرمایا کہ یہ قصہ میں نے مولوی اسمٰعیل صاحب کاندہلوی والد جناب مولوی یحیٰی صاحب سے بھی سُنا ہے اور حافظ عبدالرحمٰن صاحب دہلوی سے بھی سُنا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ مولوی اسمٰعیل صاحب حدیث میں نواب وزیرالدولہ کے شاگرد تھے۔

۳۷ حاشیہ حکایت (۳۲) قولہ اسکا سبب محض یہ تھا الخ **اقول** ھو کما قال سلطان المشائخ رحمہ اللہ تعالیٰ ؎ ہر کو مرید سید گیسو دراز شد ÷ واللہ خلاف نیست کہ او عشق باز شد ÷ وقال آخر ؎ آہن کہ بپارس آشنا شد ÷ فی الحال بصورت طلا شد ÷ (**شت**)

(۳۳) خانصاحب نے فرمایا کہ مجھسے جناب مولوی اسمٰعیل صاحب کاندہلوی نے بیان فرمایا کہ سید صاحب کے لوگون میں ایک صاحب سید امیر علی تھے جو نہایت متقی و پرہیزگار تھے یہ صاحب نواب وزیرالدولہ کے مقرب تھے۔ اور اہل حاجت کی سفارشیں بہت کیا کرتے تھے ایک مرتبہ انھوں نے نواب صاحب سے کوئی سفارش کی اور نواب صاحب نے وعدہ فرما لیا۔ مگر کسی وجہ سے اسکا ایفا نہ ہوسکا۔ اسپر سید امیر علی صاحب کو غصہ آیا اور سر دربار نواب صاحب کے تھپڑ ماردیا۔ نواب صاحب کا ظرف دیکھیئے کہ کچھ نہیں کہا اور خاموش ہوگئے اوسکے بعد جو سید صاحب کے عزیز و اقارب ریاست میں موجود تھے نواب صاحب اُنکے پاس گئے اور انسے سید امیر علی کا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ مجھے اس واقعہ سے ذرا بھی ملال نہیں ہوا اونھوں نے تو تھپڑ ہی مارا ہے اگر وہ میرے جوتے مار لیتے تب بھی مجھے ملال نہ ہوتا مگر ان سے ذرا اتنا کہدیا جاوے کہ حق تعالیٰ

نے ریاست کا کام میرے سپرد فرمایا ہے اور اسمیں وقار قائم رہنے کی ضرورت ہے۔ اور سر دربار ایسا کرنے سے سیاست میں خلل آتا ہے اسلئے وہ دربار میں اسکا لحاظ رکھیں۔ تنہائی میں انہیں اختیار ہے چاہے وہ میرے جوتے ماریں۔

حاشیہ حکایت (۳۳) قولہ اگر وہ میرے جوتے مار لیتے الی قولہ مگر انسے ذرا الخ **اقول** یہ ہے تواضع اور حکمت کا جمع کرنا جو بجز کامل کے کسی سے ممکن نہیں ایک ایک کا منفرد پایا جانا چنداں دشوار نہیں باقی اُن بزرگ کا ایسا کرنا کسی حالت کے غلبہ پر محمول ہوگا۔ ورنہ بدون اس عذر کے ایسا کرنا جائز نہیں (**شت**)

(۳۴) خانصاحب نے فرمایا۔ کہ نواب وزیر الدولہ سید صاحب سے بیعت تھے۔ اور اونکو سید صاحب سے اسقدر گہرا تعلق تھا کہ جب سید صاحب کی بیوی تشریف لا رہی تھیں تو نواب صاحب نے حکم دیدیا تھا۔ کہ جب وہ فلاں مقام پر پہونچنے کو ہوں تو مجھے فوراً اطلاع کر دینا۔ تاکہ میں اونکے اس مقام پر پہونچنے سے پہلے وہاں پہونچ جاؤں (یہ مقام ٹونک سے گیارہ کوس تھا) چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اور نواب صاحب اوس مقام پر پہونچ گئے۔ جب سید صاحب کی بیوی تشریف لائی ہیں تو نواب صاحب نے ایک طرف سے انکی پالکی کا بانس اپنے کندہے پر رکھا اور ٹونک تک برابر پالکی اپنے کندہے پر لائے۔ اس قصہ کو مجھ سے مولوی اسمٰعیل صاحب کاندھلوی و حافظ عبدالرحمن صاحب دہلوی نے بیان کیا ہے۔

حاشیہ حکایت (۳۴) قولہ پالکی کا بانس الخ **اقول** یہ ہے فنائے کامل اور یہ رؤسا ہیں نمونہ حضرات خلفاء راشدینؓ کے باقی بی بی صاحبہ کا اسکو گوارا کرنا یا تو نواب صاحب نے ایسا اہتمام فرمایا ہو کہ اونکو اطلاع نہ ہوئی یا اونکی ممانعت کو نواب صاحب نے مانا نہ ہو اور ظاہر ہے کہ وہ ایسی حالت میں کیا کرتیں اگر کوئی مرد ہوتا تو پالکی سے باہر آجاتا مگر وہ پردہ دار کیا کر سکتی تہیں (**شت**)

(۳۵) خانصاحب نے فرمایا۔ کہ نواب یوسف علی خان والی رامپور بہت خوش مزاج آدمی تھے مگر نہ عقیدہ اچھا تھا نہ عمل چار ابرو کا صفایا رکھتے تھے۔ جب آگرہ میں دربار ہوا ہی تو اسمیں شرکت کے لئے نواب وزیر الدولہ بھی گئے تھے اور نواب یوسف علی خان بھی۔ چونکہ

نواب وزیر الدولہ بہت سیدھے اور نیک تھے۔ اسلئے نواب یوسف علی خان نے اپنے دوستوں سے کہا کہ چلو ذرا وزیر الدولہ کو بنائینگے اور یہ امر آپس میں طے کرکے وزیر الدولہ کے پاس پہنچے۔ نہیں معلوم وزیر الدولہ کو کشف ہوا یا فراست سے اونھوں نے اونکا خیال معلوم کرلیا۔ غرض اونہوں نے اونکو مذاق کا موقع نہیں دیا اور خود ہی گفتگو شروع کی اور فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے بعض لوگونکا ظاہر اچھا بنایا ہے اور بعض کا باطن میرا ظاہر تو بہت اچھا ہے اور اسقدر اچھا ہے کہ اوسپر کسیکو نکتہ چینی کی گنجائش نہیں مگر میرا قلب نہایت گندہ اور ناپاک اور سخت مکروہ و خبیث ہے اور بھائی یوسف علی خاں کا باطن تو ایسا ہے جیسا میرا ظاہر اور انکا ظاہر ایسا ہے جیسا میرا باطن یہ سُنکر یوسف علی خان مبہوت سے رہ گئے اور کچھ نہ کہہ سکے۔ تھوڑی دیر خفت مٹانے کیلئے بیٹھے رہے اور اوسکے بعد اُٹھکر چلے گئے یہ قصہ میں نے مولوی اسمٰعیل صاحب کاندہلوی اور مولوی محمد نور صاحب مرادآبادی سے سُنا ہے۔

حاشیہ حکایت (۳۵) **قولہ** بھائی یوسف علی خان کا باطن الخ **اقول** یہ ہی عمل اس ارشاد پر ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم مگر ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ یہ ہر شخص کا کام نہیں وما یلقٰھا الا الذین صبروا وما یلقٰھا الا ذو حظ عظیم اور نیز اسمیں بین دلیل ہے اسکے مصداق ہونے کی ؎ مرا پیر دانا سے روشن شہاب ٭ دو اندرز فرمود بر روئے آب ٭ یکے آنکہ بر خویش خود بین مباش ٭ دگر آنکہ بر غیر بدبین مباش ٭ (**نشت**)

(۳۶) خانصاحب نے فرمایا کہ مولانا گنگوہی نے آخری حج ۱۲۹۹ھ میں کیا ہے۔ اور حج کو تشریف لیجاتے ہوئے مولانا نے دہلی میں احمد پائی کی سرائے میں قیام فرمایا تھا اور اوپر بالاخانہ میں مقیم تھے آپ کے پاس بہت سے لوگ مجتمع تھے۔ جن میں مولوی اسمٰعیل صاحب کاندہلوی بھی تھے اوس بالاخانہ میں غربی جانب ایک کوٹھری تھی جس میں میں بیٹھا ہوا کوئی کام کر رہا تھا۔ مولوی اسمٰعیل صاحب نے مولانا گنگوہی سے فرمایا کہ میں اب رخصت ہوتا ہوں مگر مجھے تنہائی میں کچھ عرض کرنا ہے مولانا ان کو ساتھ لیکر اس کوٹھری میں تشریف لے آئے۔ جس میں میں موجود تھا۔ اور فرمایا کہ فرمائیے مولوی اسمٰعیل صاحب نے فرمایا کہ مجھے تنہائی میں

عرض کرنا ہے اور یہاں یہ شخص (امیر شاہ) موجود ہے مولانا نے فرمایا۔ کہ آپ ان کا خیال نہ کیجئے اور فرمایئے۔ تب اُنھوں نے فرمایا کہ میں بیعت تو ہوں مولوی محمد یعقوب صاحب دہلوی سے اور تعلیم حاصل کی ہے مولوی مظفر حسین صاحب کاندہلوی سے۔ ان حضرات کی تعلیم نقشبندی تھی۔ اور ان کی تعلیم پر عمل کرنے سے میرے لطائف ستہ آٹھ دن میں ایسے پھرنے لگے جیسے پھرکی پھرتی ہے۔ لیکن مجھے ابتدا سے اتباع سنت کا شوق تہا اور جو اوراد احادیث میں وارد ہوئے جیسے پاخانہ میں جاتے وقت یہ پڑہے اور نکلتے وقت یہ، اور بازار میں جاتے وقت یہ الی غیر ذلک میں ان کا بہت اہتمام کرتا تھا۔ اسلیئے مجھے اعمال مشائخ سے بہت کم دلچسپی تھی۔ کبھی دس دن میں کبھی پندرہ دن میں مراقبہ وغیرہ کر لیا کرتا تھا یہ میری حالت ہے اور اب میری ضعیفی کا وقت ہے اور اب میں چاہتا ہوں کہ جناب مجھے کچھ تعلیم فرماویں مولانا نے فرمایا کہ جو اعمال آپ کرتے ہیں ان میں آپ کو مرتبہ احسان حاصل ہے یا نہیں انھوں نے فرمایا کہ حاصل ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ بس آپ کو کسی تعلیم کی ضرورت نہیں کیونکہ مرتبہ احسان حاصل ہو جانے کے بعد اشتغال صوفیہ میں مشغول ہونا ایسا ہے جیسا کوئی گلستان و بوستان وغیرہ پڑھ لینے کے بعد کریما شروع کرے اور یہ ظاہر ہے کہ یہ فعل محض تضیع اوقات ہے اسلیئے آپکے لئے اشتغال مشائخ میں اشتغال تضیع اوقات اور معصیت ہے۔

حاشیہ حکایت (۳۶) **قولہ** بس اب آپ کو کسی تعلیم کی **اقول** یہ تحقیق اہل طریق کو حرز جان بنانے کے قابل ہے خصوص اونکو جو ذرائع کو مقاصد سمجھ بیٹھے ہیں اور خود صوفیہ کی تصریح ہے طرق الوصول الی اللہ بعدد انفاس الخلائق تو اوس شخص پر حیرت ہے جو ان اعمال کو اس عموم سے خارج سمجھتے ہیں ایسا سمجھنے والے وہی ہیں جنکو طریقت کی حقیقت کی ہوا بھی نہیں لگی (**اشت**)

(۳۷) خانصاحب نے فرمایا کہ مولوی اسمٰعیل صاحب کاندہلوی نہایت سید ہے اور نہایت متبع سنت بزرگ تھے میں ان سے بہت سی مرتبہ ملا ہوں لیکن جب کبھی انسے ملاقات ہوتی تھی وہ یہ ضرور فرمایا کرتے تھے کہ حدیث میں آیا ہے کہ جب کسیکو کسی سے محبت ہو تو اسے چاہیئے کہ اسکو اطلاع کر دے اسلیئے میں بتعمیل ارشاد نبوی تم سے کہتا ہوں کہ مجھکو تم سے محبت ہے۔

(باقی آئندہ)

خریداران الہادی کیواسطے رعایت

بعض دوستوں کے مشورہ سے یہ بات طے پائی ہے کہ الہادی کے خریداروں کو کتب رعایت سے دینی چاہئیں لہٰذا اب سے ایک فہرست کتب شایع کیا کرونگا جسمیں حتی الوسع انتہائی رعایت ہوا کریگی مگر یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ جو صاحب کتب طلب فرماویں وہ اپنا نمبر خریداری ضرور تحریر فرمایا کریں کیونکہ احقر کو اسقدر فرصت نہیں کہ ہر فرمایش پر رجسٹر الہادی میں تلاش کرے یا کم از کم یہ تحریر فرمادیا کریں کہ ہم الہادی کے خریدار ہیں۔ فقط۔

تصنیفات حضرت سیدی و مرشدی حکیم الامۃ مجدد الملۃ حافظ قاری حاجی مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدفیوضہم

نام کتاب	قیمت عام	خریداران الہادی کیواسطے قیمت
اصلاح الرسوم رسوم مروجہ کا رد اور انکی اصلاح کا طریقہ۔	۶ر	۴ر
الاستبصار فی فضل الاستغفار	ار	۰ر
انتباہات المفیدہ علم کلام جدید کا ایک نہایت مفید رسالہ جسمیں شبہات جدیدہ کے جوابات اہل شبہات یعنی انگریزی تعلیمیافتہ حضرات کے		

نام کتاب	قیمت عام	خریداران الہادی کیواسطے قیمت
مذاق پر نہایت فصاحت ومتانت سے دیئے ہیں یہ رسالہ اس قابل ہے کہ ہر انگریزی تعلیمیافتہ حضرات کے پاس رہے تاکہ جسوقت کوئی شبہ پیش آوے فوراً اس کتاب سے حل کرلیا جاوے انشاء اللہ تعالےٰ جواب حاصل ہوجائیگا۔ خواہ کلیۃً یا جزءً اسکی پوری		

نام کتاب	قیمت عام	خریداران الہادی کیواسطے قیمت
تعریف احقر کا قلم نہیں کرسکتا بہدایۂ رسالہ ملاحظہ کا محتاج ہے۔	عہ	۱۲ر
اخبار الزلزلۃ۔	ار	ـر
اخبار بنی۔	ار	ـر
اصلاح ترجمہ دہلویہ ڈپٹی نذیر احمد صاحب کے ترجمہ کی اصلاح	۲ر	ار
اصلاح الخیال غلبہ سے جن لوگونکو اتباع شریعت میں		

نام کتاب	قیمت	[illegible]
شبہات و شکوک اور اوہام پیدا ہوئے ہیں وہ تمام تر شبہات اور انکے مدلل جوابات جمع کئے گئے ہیں نہایت مفید ہے۔	۰۳ر	۰۲ر
اصلاح ترجمہ حیرت مرزا حیرت صاحب دہلوی کے ترجمہ کلام مجید کی غلطیوں کی اصلاح۔	۱ر	شر
اوراد رحمانی واذکار سبحانی۔ سبحان اللہ الحمد للہ اللہ اکبر کی فضائل اور عجیب و غریب نکتے قابل دید۔	۳ر	۰۲ر
الاقتصاد فی التقلید والاجتہاد تقلید شخصی و تقلید مطلق کے متعلق نہایت منصفانہ بیان و بیان مختلف فیہ آمین بالجہر وغیرہ کا مفصل و مدلل بیان۔	۴ر	۰۲ر
اغلاط العوام فی باب الاحکام عوام میں جو غلط مسائل مشہور ہیں انکی اصلاح کیگئی ہے۔ معہ دو ضمیمہ۔	۱ر	شر
اعمال قرآنی اسمین آیات قرآنیہ کے خواص و عملیات کا بیان ہے اسکے تین حصے ہیں قیمت ہر سہ حصہ	۵ر	۰۳ر
آداب المعاشرت باہمی گذران و برتاؤ کے وہ آداب کہ جنکی رعایت رکھنے سے آپسمیں محبت و اتفاق پیدا ہوتا ہے	۰۲ر	۲ر
ارشاد الہائم فی حقوق البہائم۔	۱ر	شر
بہشتی زیور اس مفید اور مقبول عام کتاب کی تعریف و توصیف خارج از بیان ہی ہر شخص کو آفتاب نصف النہار کیطرح یہ بات روشن ہی کہ دینیہ اصلاح عادات و آداب معاشرت و مسائل دینیہ میں کسقدر مفید ثابت ہوئی ہی خاصکر عورتوں کے حق میں تو اکسیر کا کام دیتی ہے اسکے گیارہ حصے ہیں اول کے دس حصے تو خاص عورتوں کی تعلیم و تربیت و درستی حالات میں بے نظیر ہیں گیارہواں حصہ خاص مردوں کے مسائل میں بے بدل ہی دس حصص	عہر	عہ
بہشتی گوہر گیارہواں حصہ	۱۰ر	۶ر
تعلیم الدین دین کی چاروں اجزا عقائد عبادات و اخلاق و معاملات و سلوک و مقامات و اذکار و اشغال کا قرآن و حدیث سے بیان۔	۸ر	۶ر
الترتیب اللطیف فی قصۃ الکلیم و الحنیف حضرت موسیٰ اور حضرت		

نام کتاب	قیمت عام	قیمت خریداران امدادی
ابراہیم علیہا السلام کے قصے جو جابجا قرآن مجید میں متفرق طور سے آئے ہیں انکو ایک جا مرتب فرما دیا ہے	۵ر	۳ر
تجوید القرآن سہل نظم میں تجوید کے ضروری قواعد اور اسکے آخر میں ایک چھوٹا سا رسالہ یادگار حق القرآن ہے جسمیں مختصر قواعد لکھدیئے گئے ہیں۔	۱۰ر	۱ر
التکشف عن مہمات التصوف۔	للعہ	ستے
تحقیق تعلیم انگریزی انگریزی پڑھنے کے متعلق بحث	۱۰ر	۱۰ر
جزاء الاعمال۔	۰۲ر	۲ر
جمال القرآن۔ یہ رسالہ علم تجوید میں بہت ہی سہل عبارت میں لکھا گیا ہے	۰۲ر	۱ر
حفظ الایمان معہ بسط البنان وتغیر العنوان۔	۱ر	۱ر
حقوق الاسلام اسمیں		

نام کتاب	قیمت عام	قیمت خریداران امدادی
استاد و پیراں باپ میاں بیوی حاکم محکوم ہمسایہ و مہمان حیوانات سب کے حقوق درج ہیں۔	۱ر	شر
حق السماع سماع کے متعلق فقہی کامل تحقیق	۰۲ر	۱ر
حقوق العلم علماء پر عامہ مسلمین کے اور عامہ مسلمین پر علماء کے جو حقوق ہیں اور ادا نہیں ہوتے اور جو کوتاہیاں ہو رہی ہیں۔ اونکی اصلاح ہے۔	۵ر	۳ر
الخطب الماثورہ اسمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے خطبے احادیث صحیحہ سے منتخب فرما کر درج فرمائے ہیں۔	۲ر	لعہ
الخطاب الملیح مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال کے جوابات اس		

نام کتاب	قیمت عام	قیمت خریداران امدادی
رسالہ میں ہیں عیسے علیہ السلام کی وفات وحیات کی تحقیق	۲ر	لہ
رونمائے مثنوی دیباچہ کلید مثنوی	۱۰ر	لہ
زاد السعید اسمیں درود شریف کے فضائل وعجائب خواص اور درود شریف کے مواقع اور وہ درود جو احادیث صحیحہ میں وارد ہیں اور آخر میں ایک رسالہ نیل الشفاء ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعل مبارک کا نقشہ اور اسکے عجیب و غریب خواص اور برکات درج ہیں۔	۲ر	۱ر
سبق الغایات (عربی) قرآن شریف کی آیتوں میں اول سے آخر تک ربط بیان فرمایا ہے	۹ر	۸ر
شوق وطن وطن اصلی یعنی آخرت کی یاد		

نام کتاب	[illegible]	[illegible]
اور شوق پیدا کرنیوالے مضامین ہیں	۴/	۰۲/
شجرہ طیبہ اسمیں تین شجرے شامل ہیں اول شجرہ نظم اردو حضرت حاجی صاحب قدس سرہٗ بزرگوں کے مقامات دفن و تاریخ وفات بھی لکھی گئی ہے دوسرا شجرہ فارسی منظوم مولانا رشید احمد صاحبؒ تیسرا شجرہ آقائی مرشدی مولانا محمد اشرف علی صاحب مدفیوضہم اور آخر میں ایک سالہ تعلیم الطالب مولفہ حضرت مولنا حکیم الامت ملحق ہے۔	۱۰/	ـہ/
صفائی معاملات خرید و فروخت وغیرہ کے مسائل مدلل مع اصول و قواعد عام فہم۔	۰۲/	ـہ/
طریقہ مولد شریف مولود شریف کے اصلی اور صحیح اور سنت کے		

نام کتاب	[illegible]	[illegible]
موافق طریقہ کا بیان۔	۱۰/	ـہ/
فتاویٰ اشرفیہ اسکے دو حصے ہیں ہر حصہ میں متفرق مسائل معہ دلائل و تحقیقات عجیبہ و غریب درج ہیں حصہ اول	۴/	۳/
ایضاً حصہ دوم۔	۶/	۰۴/
قصد السبیل اسمیں عام لوگوں کے اس خیال کا دفعیہ کیا گیا ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ تصوف اور وصول الی اللہ ان لوگونکا کام ہے جو دنیا و مافیہا کو ترک کرکے ایک گوشہ میں بیٹھ رہے اسمیں ایسے دستور العمل تجویز فرمائے ہیں کہ ہر شخص اسپر عمل کر کے کامیاب ہوسکتا ہے۔	۰۲/	۰۱/
القول الصواب نئی روشنی والے مستورات کے پردہ مروجہ پر شبہات		

نام کتاب	[illegible]	[illegible]
کرتے تھے کہ ایسا پردہ قرآن و حدیث سے ثابت نہیں حضرت مولانا نے قرآن و حدیث ہی سے اسکو ثابت کیا ہے۔	۲/	۱۰/
کمالات امدادیہ اس رسالہ میں حضرت حاجی صاحب کے ملفوظات وغیرہ ہیں۔	۶/	۵/
لب مثنوی دفتر ششم کے ابتدائی حصہ کی شرح۔	۵/	۴/
مناجات مقبول معہ تتمہ و حزب البحر روزانہ تلاوت کرنیکے واسطے احادیث کی ماثورہ دعاؤنکا مجموعہ ترجمہ اردو نظم میں کر دیا گیا معہ شجرہ خاندان چشتیہ، خط واضح۔	۱۰/	۶/
المصالح العقلیہ حصہ اول	۹/	۶/
ملفوظات خبرت	۹/	۸/
مجموعہ رسائل مفیدہ	۲/	۱/

مختصر پتہ:۔ پوسٹ بکس نمبر ایک دہلی

الہادی

دینیات کا ماہواری رسالہ جسمیں شریعت و طریقت کے متعلق جامع شریعت و طریقت واقف اسرار حقیقت حضرت حکیم الامتہ مولٰنا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہم العالی کے علوم عقلیہ و نقلیہ کا بیش بہا ذخیرہ جو ہر طبقہ کو نہایت مفید ہے جمادی الاول ١٣٤٢ھ سے جاری ہوا ہے جسمیں بالفعل حسب ذیل مضامین ہوتے ہیں اور آیندہ بھی انشاء اللہ مفید مضامین ہوتے رہینگے

التادیب و التہذیب ترجمہ ترغیب و ترہیب جسمیں احادیث سے اعمال کی فضیلت اور گناہوں کی مذمت مفصل بیان کیگئی ہے جسکو پڑھکر ہر انسان کا دل طاعت کیجانب مائل ہو جاتا ہے اور گناہوں کو چھوڑنے کی توفیق ہوتی ہے۔

تسہیل المواعظ۔ حضرت مولٰنا مدظلہم کے مواعظ کی تسہیل ہے بعض حضرات نیز عورتیں حضرت مولانا مدظلہم کے وعظ بوجہ عالمانہ مضامین ہونیکے سمجھہ نہیں سکتے تھے اسواسطے اونکی اسقدر تسہیل کردی ہے کہ اب ہر شخص بخوبی سمجھہ سکتا ہے

المصالح العقلیہ جلد سوم اسکی کیفیت جلد اول کے دیکھنے والوں پر ظاہر ہی ہے کیونکہ جلد اول کتابی صورتمیں طبع ہوئی ہے اور جلد دوم الہادی کی جلد اول میں شائع ہوئی، اسمیں احکام شرعیہ کی حکمتیں بیان فرمائی ہیں اسکا مطالعہ تمام مسلمانوں کو عموماً اور نو تعلیمیافتہ حضرات کو خصوصاً نہایت مفید ہے۔

کلید مثنوی شرح مثنوی مولٰنا رومؒ اسکے بھی تین دفتر کتابی صورتمیں طبع ہو چکے ہیں اور باقی دفتر رسالہ ہذا میں شائع ہو رہے ہیں اسکے متعلق تو کچھ عرض کرنے ہی کی حاجت نہیں جو حصے اسکے چھپ چکے ہیں وہ اسکی شان ظاہر کرنیکے لئے کافی ہیں

التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف اسمیں حضرت مولٰنا مدظلہم نے ان احادیث کی تحقیق فرمائی ہے جو کلام صوفیہ وکتب تصوف میں مذکور ہیں اور انکو علماء ظاہر بوجہ لاعلمی موضوع کہدیتے ہیں یہ مضمون نہایت شاندار ہے احقر کی خوش قسمتی ہے کہ الہادی کیواسطے حضرت والا نے اسکا ترجمہ بھی فرما دیا ہے تاکہ اردو خواں حضرات اس سے بھی فائدہ اٹھا سکیں۔

امیر الروایات فی جیب الحکایات اس میں اکابر سلسلہ یعنی خاندان حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ مثلاً شاہ صاحبؒ و مولانا شہیدؒ و مولانا شاہ اسحٰق صاحبؒ و مولانا فخر صاحبؒ و مولانا محمد یعقوب صاحبؒ و غیرہم کی حکایات ہیں اور ان حکایات پر حضرت مولانا تھانوی مدظلہم نے حواشی مفیدہ تحریر فرمائے ہیں یہ مضمون بھی نہایت مفید ہے۔ باوجود ان خوبیوں کے قیمت سالانہ [illegible] اور بصورت وی۔ پی [illegible] کا پڑتا ہے +

المشتہر:۔ محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی